شوپیان

ایک مختصر تاریخی خاکہ







محمد نذیر فدا

شوپیان

ایک مختصر تاریخی خاکہ







محمد نذیر فدا

نام کتاب : شوپیان (ایک مختصر تاریخی خاکہ)

مصنف : محمد نذیر فدؔا

کتاب کی نوعیت : تاریخ وتحقیق

تصحیح وترتیب : محمد نذیر فدؔا

کمپوزنگ وسرورق : عبدالمنان گورسی سری نگر 7006623882
gorsi7373@gmail.com

اشاعت : 2022ء

قیمت : 100 روپیہ

مطبع : جی،ایم صابؔر

تعداد : 500

رابطہ :

محمد نذیر فدؔا (سابق پرنسپل ڈسٹرکٹ جج)

مکان نمبر 10 توحید آباد بمنہ سری نگر

رابطہ نمبر:- 9419051340



انتساب

”شوپیان کے اُن افراد کے نام
جنہیں کوئی نہیں جانتا۔“



فہرست



بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اپنی بات

میرا مولد شوپیان ہے اور اسی مٹی سے پیدا ہوا ہوں۔ سری نگر منتقل ہونے کے باوجود اپنے شوپیان سے محبت رکھتا ہوں۔ آج بھی اگر خواب دیکھوں تو صرف شوپیان کی وہ جگہیں دیکھتا ہوں جہاں میں نے اپنا بچپن گذارا ہے اور کھیلا کودا ہے۔ اپنے اس شوپیان قصبے کا قریباً قریباً ہر قریہ دیکھا ہے۔ میں نے شوپیان کے بارے میں ایک مختصر تاریخی خاکہ مرتب کیا ہے۔ قارئین پڑھ کر خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کوشش میں کس قدر کامیاب رہا ہوں۔ بہت سارے دوستوں سے گذارش کرتا ہوں کہ شوپیان کے بارے میں مزید معلومات فراہم کرنے میں میری مدد کریں۔ لیکن کسی نے شنوائی نہ کی۔ خیر مجھے ان سے کوئی گلہ نہیں کیوں کہ آج کل کا انسان بہت ہی مصروف رہتا ہے۔ آخر پر میں جناب بھوشن لال صراف سابق ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کا مشکور ہوں جنہوں نے بہت سارا مواد بذریعہ ٹیلیفون فراہم کیا اور جگہ جگہ پر مجھے معلومات فراہم کرنے میں میرا ہاتھ بٹایا۔ قارئین سے گذارش ہے کہ وہ اس کتاب کو ضرور مطالعہ میں لائیں کیوں کہ کتب بینی کا مشغلہ اب معدوم ہو چکا ہے۔

قارئینِ کرام سے استدعا ہے کہ اگر انہیں شوپیان کے بارے میں کوئی تاریخی واقعہ ذہن میں ہو یا کوئی اہم واقعہ رہ گیا ہو۔ اطلاع دے کر مشکور فرمائیں۔

طالبِ خیر
محمد نذیر فدا
بمنہ سری نگر

ایک تاریخی قصبہ

شوپیان جموں و کشمیر کا ایک تاریخی قصبہ ہے مغل دور میں اس کی اہمیت مسلمہ رہی ہے۔ اسی تاریخی قصبہ سے مغل شاہراہ گزرتی ہے جو کہ شوپیان سے راجوری اور پونچھ سے گزرتی ہوئی صوبہ جموں سے جاملتی ہے۔ اُس دور میں یہ تاریخی قصبہ تجارت کی ایک اہم منڈی تھی۔

مشہور ماہرِ ارضیات مسٹر فیڈرک ڈریو (Fedric Drew) (مہاراجہ رنبیر سنگھ کے زمانے میں دس سال تک بحیثیت ماہر ارضیات کی خدمت انجام دیں۔ بعد میں لداخ کے گورنر بنائے گئے۔) کے مطابق شوپیان ''شاہ پاین'' کا مخفف ہے۔ یعنی بادشاہوں کی آرام گاہ کیوں کہ یہ قصبہ اُس شاہراہ پر واقع ہے جس کو عرفِ عام میں شاہراہِ مغل کہتے ہیں جو اس قصبہ کو لاہور اور سری نگر سے ملاتا ہے۔ یہ قصبہ سری نگر سے 40 میل یعنی 50 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ یہ خوبصورت قصبہ نہایت ہی دل کش اور پُر فضا پیر پنچال کی پہاڑیوں کے درمیان آباد ہے۔ اس قصبے کا ذکر کلہن کی مشہور کتاب ''راج ترنگنی'' میں بھی آیا ہے۔

کلہن نے شوپیان نام کو ''شو پاون'' یعنی ''شِو کے پاؤں'' سے موسوم کیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ زمانہ قدیم میں یہ جگہ ہندو مت کا ایک اہم گہوارہ رہی ہے۔

آج سے تقریباً ۱۳۴ رسال قبل بھوپال کے نواب سید صدیق حسن خان مرحوم نے قصبہ شوپیان کے بارے میں اپنی اس رائے کا اظہار کیا ہے۔حاشیہ صفحہ نمبر 35 پر نواب سید صدیق حسن خان صاحب رقم طراز ہیں:

الشوبيان بضم الشين المعجمه المنقوطة من فوقها بثلاث وسكون الواو وفتح الباء الفارسيه بعدها ياء والف ونون ۔

قصبه من اعمال كشمير بينهما وبين قاعدة البلدة اَربع سخ بهايقرب المثل حتى فى كشمير بعذوبة الماء ولطافة الهواء ونضارة الخضراء الاطراف والارجاء ومن العجائب اِنّه لايوجد فى تلك القصبة قبرمن قبور الصالحين حتى تسجدوا لعامة وثنا يعبدون بدون الله فكأنها بلدة آمنة مطمئنة تاكل رزق بما وسائر القصبات الواقعة فى كشمير عظيمه جنت فيها مقابر و معابد يسئل منها العامة الشسع باسمائهم يحلفون ويسمون الاولاد ويذبحون الذبل ويستغيثون بها فى كل نازلة والآفة كُل الآفة من المتصوفته والعلما نهى هواء من خشية صولته والوقوع فيهم وقد سلط الله عليهم حاكما ظالمايذبح ابنائهم وفى هذه السنة اخذهم الله بسنين ۔

كسنينى يوسف والله عزيز ذوانتقام

"یہ قصبہ ش۔و۔ب۔ی۔ا۔ن کا مرکب ہے۔شہر سری نگر سے تقریباً ۴ رمیل کی دوری پر واقع ہے۔ٹھنڈی ہواؤں،آبِ رواں اور سبزہ زاروں کا مسکن ہے۔اس قصبہ میں صالحین کی قبور سے کوئی قبر نہیں ملتی

جس کولوگ پوجتے یا بجز اللہ کے تعریف کرتے۔ یہ ایک پُر اطمینان شہراور یہاں کے لوگ اپنے ہی وسائل پر گزارہ کرتے ہیں۔"

(نزل من التقیٰ بہ کشف احوال المتقیٰ مطبعہ فاروقیہ دہلی۔ 1297 ہجری مطابق 1887ء حاشیہ صفحہ نمبر 35)

ایک اور اندازے کے مطابق شوپیان نام "شِینہِ ین" سے بنا ہے۔ اس کا مطلب ہے برف سے گھری ہوئی جگہ۔ اس میں شک نہیں کہ یہاں برفباری دیگر علاقوں کے نسبت زیادہ ہوتی ہے دوسرے الفاظ میں یہاں پہلگام سے بھی زیادہ برف پڑتی ہے۔

اس قصبے کا ذکر سر والٹر لارنس سابق ناظمِ بندوبست اراضی جموں وکشمیر نے بھی اپنے مخصوص انداز میں کیا ہے کہ یہ جموں وکشمیر کا ایسا قصبہ ہے جہاں سب سے پہلے کئی گھرانوں نے وہابی تحریک کو قبول کیا لیکن مہاراجہ رنبیر سنگھ نے نہایت چابک دستی کے ساتھ اس تحریک کو پھیلنے نہ دیا۔ (Valley Of Kashmir) اس بات کی تصدیق یہاں کے ایک اور مؤرخ منشی محمد دین فوقؔ مرحوم نے اپنی کتاب "تاریخ اقوامِ کشمیر" میں اس طرح کیا ہے۔

"کشمیر میں فرقہ اہلِ حدیث کے تین پیش وا ہیں۔ ایک مولوی عبدالغنی ولد مولوی انور شاہ شوپیانی۔ دوسرے میر واعظ حسن شاہ اور تیسرے مولوی غلام نبی جو اسلامیہ ہائی اسکول میں مدرس ہیں۔"

(تاریخ اقوامِ کشمیر۔ گلشن پبلیکشنز سری نگر)

فوقؔ مرحوم کا کہنا درست ہے اسی قصبے سے مولانا انورؔ صاحب شوپیانی جیسے عالم وفاضل پیدا ہوئے جنھوں نے تحریک اہلِ حدیث کی بنیاد ڈالی۔ وہ متعدد بار جیل بھی گئے۔ جاہل اور بے علم لوگوں نے ان سے ترکِ موالات کیا آپ پر الزام تھا کہ

ایک نئے مذہب کا پرچار کیا جارہا ہے۔ دراصل ان کی یہ تحریک پیروں اور مُلّاؤں کے خلاف ایک جدوجہد تھی جو عوام وخواص دونوں کو مذہب کے نام پر لوٹتے ہیں۔ مخالفت اتنی بڑھ گئی کہ مولانا نے سری نگر ہجرت کی۔ وہ اپنے ایک شعر میں ''شوپیان'' کے بارے میں اس طرح نالاں ہیں۔:

شپہ نیس کیاہ رُت ہوا بیہہ آب میوٗٹھ
جاہلن ہُند شور وشر کوتاہ چھ کریوٗٹھ

(شوپیان میں صاف ہوا اور میٹھے پانی کی وافر مقدار ہے لیکن جاہلوں کی حیلہ رانیاں بھی شدید اور سخت)

کہا جاتا ہے کہ حضرت شیخ نورالدین علیہ الرحمۃ نے مختلف علاقہ جات کے بارے میں قیافہ کیا ہے اور شوپیان کے بارے میں ان کا قیافہ اس طرح سے ہے۔ اس میں صداقت ہے یا نہیں لیکن عام لوگ اس کو اُن سے ہی منسوب کرتے ہیں۔

ہلّہِ مکوٗ بلہِ اُر (جس کو سر جی یا بنڈا کہتے ہیں)
شپہ ین کین وٗہری ورٗی یَس زِنی سأر

(سر پر گھاس سے بنی ہوئی گول گھڑی جسے بنڈا کہتے ہیں اور پہلو میں کلہاڑی اہلِ شوپیان کو سال بھر ایندھن کی ترسیل)

شوپیان کا سفر اگر سری نگر سے کیا جائے تو ایک راستہ پاری گام سے جاتے ہوئے، نیواہ اور پلوامہ سے گزر کر شوپیان جا پہنچتا ہے لیکن دوسرا راستہ قصبۂ پانپور ہوتے ہوئے کاکہ پورہ اور پلوامہ سے ہوتے ہوئے شوپیان سے جا ملتا ہے۔ دونوں راستے اچھے اور محفوظ ہیں سب سے پہلے راستے میں گابر پورہ آتا ہے اور وہی سے شوپیان کا ضلع حدود شروع ہوتا ہے جب کہ یہ قصبہ مارچ 2007ء میں ایک اور اضافی ضلع صدر مقام کے طور پر بنایا گیا۔ حجم اور رُقبے کے لحاظ سے یہ ریاست جموں وکشمیر کا ایک چھوٹا ضلع ہے جس میں پہلے پانچ نیابتیں تھیں یعنی کاپرن، زینہ پورہ، حرمین، کلر اور کیگام اب نئ

حد بندی کے مطابق ان نیابتوں کو تحصیل کا درجہ دیا گیا ہے۔

اس کے بعد گاؤں کیگام آتا ہے یہ گاؤں اس وجہ سے بھی مشہور ہے کہ یہاں ایک مشہور شاعر عبدالستار رنجور پیدا ہوئے جو اپنے وقت کے اہم سیاسی رُکن اور صحافی تھے بہت دیر تک وہ سری نگر سے کمیونسٹ پارٹی کا اخبار ''ہمارا کشمیر'' نکالتے رہے۔ وہ 1990ء میں انتہاپسندوں کی گولی کا شکار ہوئے۔ 1967ء کے اسمبلی انتخاب میں انہوں نے CPI کے اُمیدوار کی حیثیت سے چناؤ لڑا۔ معرکہ زبردست رہا اور ان کے مدمقابل میدان میں مرحوم شیم احمد شیمؔ بطورِ آزاد امیدوار اور خواجہ غلام حسن خان کانگریس کے اُمیدوار تھے۔

اوّلاً شوپیان کا قصبہ صرف چار اطراف پر مبنی تھا۔ ہرہ گام، بونہ گام، بٹہ پورہ اور باغندر لیکن پھر آبادی منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں کافی وسعت ہوگئی اور محلّہ جات کا قیام عمل میں آیا۔ ملک محلّہ، جانہ محلّہ، ٹاک محلّہ، بابا محلّہ اور آرم محلّہ۔



رینبی آر

''رینبی آر'' قصبہ شوپیان کا جُز لاینفک ہے۔اصل میں اس کا ماخذ ہیر پورہ ہے۔
اصل میں بجہ ناڑ سے ایک دریا نکلتا ہے جو مغل سرائے کے پہلو کے ساتھ ساتھ جاتا ہے
پھر اس کے ساتھ ''نالۂ شوپِ کور'' سے ملتا ہے اور بعد میں ''دُبی جن'' نالہ کے ساتھ یہ ہیر پورہ
سے گزرتا ہے جس کو سرہ بل نالہ ہیر پور کہتے ہیں۔ ہیر پور سے یہ دریا، دریائے لار، وِہج،
نوٹ اور سنگلو بن کر ''رینبی آر'' بن جاتا ہے۔سری نگر سے آتے ہوئے شرمال گاؤں کے
پاس ہی ''رینبی آر'' سے گزرنا پڑتا ہے۔مرحوم غلام احمد مہجورؔ نے کیا خوب کہا ہے۔:

ونو ومنز وۆتھ گریزان رینبی آر ژِیہٕ نشہ واتتھ گرھان بے ہوش
نہ تھاوان سم نہ تھاوان تار بہ لاگے پوش دامانس

یہ وسیع وعریض علاقہ ہیر پورہ سے لے کے اڑھن تک ہزاروں کنال پر مشتمل
ہے۔ یہ سارا علاقہ پتھروں اور ریت کے ذخائر سے بھرا پڑا ہے۔ یہاں مقامی لوگ
مکانات تعمیر کرنے کے لئے ریت اور پتھر مفت لے جایا کرتے تھے۔مگر اس وقت کیا
نوعیت ہے راقم کو اس بارے میں کوئی علمیت نہ ہے ''رینبی آر'' میں جب طغیانی آتی ہے
تو یہ زبردست طاقتور بن کر اپنے ساتھ اراضی وشجر، پتھر جو بھی سامنے آئے اس کو اپنے

ساتھ بہالے جاتا ہے۔ کشمیری زبان میں بھی ''ریشی آرچ تیہہ'' یعنی ''ریشی آر'' کی ہٹ دھرمی مشہور ہے۔ اس پر ساٹھ کی دہائی کی ابتداء میں ایک پُل تعمیر ہوا تھا۔ یہ پُل صرف اور صرف دیودار کی لکڑی کا بنا تھا جس کو ''رنگہ کدل'' کہتے تھے۔ اب حال ہی میں اس پُل کو مسمار کر کے نیا Cemeted Bridge بنا ہے جو اتنا خوبصورت نہیں ہے جتنا پہلا تھا۔ ''ریشی آر'' کو پار کرتے ہوئے ''سوفر نامہ'' گاؤں آتا ہے اور اس کے دائیں جانب ''ناگرائے'' کا ایک چھوٹا سا چشمہ نظر آتا ہے جس کو عرف عام میں ''چشمہ ناگرائے'' کہا جاتا ہے۔ کلچرل اکیڈیمی کی وساطت سے اس چشمے کو محدود بہ دیوار کر کے ایک تختی کندہ کی گئی ہے جس میں اس چشمہ کی تاریخی پس منظر کو بیان کیا گیا ہے۔ شکر ہے کہ اکادمی نے اس کو محفوظ کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ کیا ورنہ اس پر بھی گاؤں والوں نے سیبوں کے درخت اُگائے ہوتے اور چشمہ کب کا نیست و نابود ہو گیا ہوتا۔ ہی مال اور ناگ رائے قصہ سے جُڑی ہوئی ایک لوک کہانی ہے جس کے بارے میں یہاں پر تفصیل سے کچھ کہنا مناسب نہ ہوگا۔ یہاں ساتھ ہی ایک گاؤں پنجورہ کہلاتا ہے میں نے اس خوبصورت گاؤں کو کئی بار دیکھا ہے۔ ایک بار 2003ء میں اس گاؤں میں گیا اور میرے ساتھ دوردرشن کی ایک پوری ٹیم تھی وہاں پر مجھے غلام محمد خان مرحوم فرزند غلام حیدر خان مرحوم نے ایک زمیندار گھرانے سے تعارف کرایا جو ملک ذات سے تعلق رکھتے ہیں اُن کے پاس بادشاہ اورنگ زیبؒ کی دستخطی ایک دستاویز دیکھا لیکن اُنہوں نے اس کی نقل دینے سے انکار کیا۔

دراصل اس وقت کے ڈائریکٹر مرحوم اشرف ساحلؔ قصبہ شوپیان کے بارے میں ایک دستاویزی فلم بنانے کے خواہشمند تھے لیکن ہم نے کنی پورہ میں مولانا انورؔ صاحب شوپیانی کے مقبرے اُن کے مکان اور کتابوں کی منظر کشی کی۔ علاوہ ازیں مولانا عبدالقیوم شوپیانی کا ایک مختصر انٹرویو بھی ریکارڈ کیا لیکن بعد میں منصوبہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

راقم نے اس روز جامع مسجد شوپیاں پر لکھا ہوا تفصیلی اور تحقیقی مضمون بھی غلام حسن راتھر پروڈیوسر کو دیا۔ اس کی ریکارڈنگ بھی دوردرشن سٹوڈیو میں ہوئی لیکن بعد میں اس کا کچھ بھی پتہ نہ چل سکا۔ کیوں کہ اس کے محرک اشرف ساحل صاحب تبدیل ہو گئے اور بعدازاں ان کی موت سے یہ سارا مواد اور منظرکشی ضائع ہو گئی اور سب دھرا کا دھرا رہ گیا۔

پنجورہ میں حضرت بل آستان بھی ہے جہاں پر موئے مقدس رکھا گیا ہے اور لوگ سالانہ اس کی زیارت کرتے ہیں یہاں کے چیدہ افراد میں سابق ایم ،ایل ،سی مرحوم غلام حسن خان بہت ہی اچھے قدردان اور مہمان نواز تھے وہ بہت ہی نیک اور پارسا تھے اُن ہی کے ایماء پر ایک بار ہم محمد ایوب بیتابؔ اور عبدالرحمٰن طالبؔ کے ساتھ اُن کے ہاں پنجورہ گئے اور وہاں علم وادب کی محفل دیر رات گئے تک چلی۔ مرحوم غلام حیدر خان کے دونوں فرزند غلام محمد خان اور عبدالمجید خان ہمارے ساتھ ساتھ رہے اور ہماری نہایت ہی اچھی طرح خاطر داری کی جو میں آج تک بھول نہیں پایا۔ خدا اُن دونوں بھائیوں کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

علاوہ ازیں چند شخص اور بھی پنجورہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن میں مرحوم خضر محمد ملک والد محمد سعید ملک مشہور و معروف صحافی شامل ہیں۔ پنجورہ گاؤں کی بات چلی تو غلام محمد ملک شوریدہ کاشمیری کا تذکرہ بھی آتا ہے۔ جو اردو زبان کے معروف شاعر گزرے ہیں۔ یہاں کے ایک اور ماہرِ تعلیم محمد شفیع خان صاحب بھی اسی گاؤں سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرے ہم مکتب مشتاق احمد خان اور شوکت علی خان صاحب بھی پنجورہ سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ پنجورہ سے واپس شوپیان کی طرف جاتے ہیں اور سب سے پہلے آرہامہ آتا ہے یہاں پر ایک آستانہ تعمیر شدہ ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہاں حضرت فرید گنج بخشؒ مدفون ہیں لیکن اس بارے میں وثوق سے کوئی تاریخی شواہد موجود نہیں ہیں کیوں کہ کسی تاریخ میں ایسا ذکر نہ ہے۔ اس کے بعد تھوڑی سی اونچائی آتی ہے جس کے ایک طرف

دریائے نوٹو کے کنارے ایک جگہ کوکلی مزار ہے اور اس کے ساتھ ہی بونہ گام آتا ہے لیکن بونہ گام کے ایک طرف مغرب میں بٹہ پورہ آتا ہے جہاں پر کم وبیش دوسو چولوں پر مشتمل آبادی کشمیری پنڈتوں کی بھی ہے لیکن ملیٹنسی کے بعد یہ سارا گاؤں پنڈتوں سے خالی ہوا اور صرف ایک پنڈت ڈاکٹر ہردے ناتھ لاہوری جان کی پروا کئے بغیر اس دوران وہاں پر ڈٹے رہے۔ ڈاکٹر بروئے ناتھ لاہوری نے اس مشکل وقت میں لوگوں کا علاج و معالجہ کیا اور نہایت ہی جانفشانی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیئے۔

بٹہ پورہ شوپیان میں میلہ ''دِوئے'' شراون کے 12 تاریخ پر منعقد ہوتا تھا لیکن اب یہ میلہ پوری طرح موقوف کر دیا گیا ہے اور ٹھیک حالات میں بھی یہ میلہ کبھی بھی منعقد نہ ہو سکا۔

ایک انگریزی مصنف J. Hinton Knowles نے اپنی کتاب Dictionary Of Kashmiri Proverbs صفحہ 55 میں لکھا ہے۔:

> ''دِگامہِ دوئے نائد گامہ پنجہِ لٹوے'' کا تذکرہ کیا ہے۔ دِگام شوپیان کا ایک گاؤں ہے جہاں پر جولائی کے مہینے میں میلہ لگتا ہے اور وہ لوگ جن کے کم سن بچے مر گئے ہوتے ہیں وہ وہاں پر آکر ان کے نام پر اناج اور کپڑے وغیرہ دھان کرتے ہیں۔ اسی دِن منگام Mangam اور تری گام Trigam میں بھی ایسے ہی میلے لگتے ہیں اور یہ دونوں گاؤں ایک دوسرے سے بڑی دوری پر واقع ہیں اور اسی طرح دِگام گاؤں سے بھی۔ لکھا گیا ہے جو ان تمام جگہوں پر ایک ہی دن میں پہنچے تو وہ مکتی پاتا ہے۔ ایک شخص نے ایسا ہی کیا جو ایک تیز گھوڑے پر سوار تھا تو وہ اور اس کا گھوڑا دونوں بادلوں میں غائب ہو گیا۔ ایسے ہی ایک اور شخص کرشن صراف نے ان تینوں گاؤں کا ایک ہی دن میں دورہ کیا لیکن اُس

کو کسی وجہ سے بادلوں نے اپنے ساتھ نہ لیا۔"

بٹہ پورہ میں لاہوری خاندان ایک چیدہ ہندو گھرانہ تصوّر کیا جاتا ہے۔ اصل میں گوپال پنڈت لاہور شہر سے یہاں ہجرت کر کے بودوباش اختیار کرنے لگا جو بعد میں گوپال لاہوری کے نام سے مشہور ہوا۔ اِس خاندان کے چیدہ افراد میں پنڈت جیالال لاہوری (عرائض نویس جو فارسی اور عربی کے اچھے ماہر تھے) پنڈت نندہ لال لاہوری، برج لال لاہوری، جگن ناتھ لاہوری جو تجارت سے وابستہ تھے اور اُن کے فروٹ منڈی سری نگر میں چند دکانات تھے جہاں پر وہ میوہ کی تجارت کرتے تھے۔ اُن کی دکانیں راولپنڈی فروٹ مارکیٹ میں بھی موجود تھیں۔

بٹہ پورہ کے ملحق شالہ خیر آتا ہے جہاں پر بہت تعداد میں چنار موجود تھے بچپن میں ہم اس جگہ سکول کا ایکسکرشن کرتے تھے اس کے مغرب میں دِگام، زورہ، مانلو، گنا پورہ، بل پور، برتھی پور، اور نارہ پورہ واقع ہیں یہ سب کے سب گاؤں نہایت ہی حسین وجمیل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی دیو پورہ کا ایک گھنا جنگل تھا جس کو جنگل چوروں نے ختم کر دیا۔ اب اس جنگلات کی زمین پر صرف سیبوں کے باغات ہیں کہا جاتا ہے کہ دیو پورہ میں سکھوں اور پٹھانوں کے درمیان زبردست معرکہ آرائی ہوئی ہے اور جگہ جگہ پر کھودے گئے مورچے موجود تھے۔ میں نے بچپن میں اُن کو خود دیکھا ہے۔ لیکن اب ان کا کوئی اتہ پتہ نہیں ملتا۔ دیو پورہ کے ساتھ ہی کریچ پتھری ایک چھوٹا سا گاؤں ہے لیکن اُس کے دامن میں ناگہ بل واقع ہے جہاں پر پنڈتوں کا مشہور استھاپن ہے جو کہ "کپال موچن" کہلاتا ہے۔ اصل میں اس استھاپن پر اُن لوگوں کی "اکال مرتیو" یعنی مکتی کی پرارتھنا ہوتی ہے جو سولہ اور سترہ سال کی عمر کے درمیان مرجاتے ہیں۔

بٹہ پورہ کے ساتھ ہی علیال پورہ واقع ہے یہ چھوٹا سا گاؤں "رمبی آر" کے کنارے واقع ہے۔ یہاں کے لوگ میوہ صنعت کے ساتھ ہی وابستہ تھے۔ اس گاؤں

کے چیدہ افراد میں حاجی محمد وانی مرحوم زیادہ مشہور ہیں وہ علمائے ربانی کے قدر دان تھے۔ ان کی رہائش گاہ پر میر ابراہیم سیال کوٹی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا عبداللہ معمار امرتسری، مولانا داؤد راز، مونا عبد السلام بستوی اور مولانا عبد الجلیل رحمانی تشریف فرما ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ 1936ء میں مولانا مودودی مرحوم نے بھی اُن کے پاس قیام فرمایا۔ علیال پورہ کے دیگر معزز افراد میں عبدالرحمٰن وانی، غلام رسول وانی، محمد یاسین خان، عبدالقیوم خان اور پروفیسر عبدالمجید ملک شامل تھے۔

اس کے بعد شوپیان کے جنوب میں دو راستے ہیں ایک راستہ سیدھے ہیر پور جاتا ہے جو تقریباً بارہ دس کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ یہ گاؤں آلو کی اعلیٰ قسم کی کاشت کے لئے بہت مشہور ہے۔ اسی راستے میں باغندر کے بعد کنی پورہ گاؤں آتا ہے جو کہ مشہور عالمِ دین مولانا محمد انور شاہ شوپیانی کا مولد ہے اور وہ اسی گاؤں میں مدفون ہیں۔ کنی پورہ کے بعد چوگام آتا ہے جہاں پر ''مسجد شاہِ ہمدان'' واقع ہے آج سے تقریباً سات سو سال پہلے جب میر سید علی ہمدانیؒ کشمیر تشریف لائے تو وہ اسی راستے سے واردِ کشمیر ہوئے تھے اور چوگام میں واقع ایک ٹیلے پر نماز ادا کی یہ ٹیلا رینبہ آرہ کے کنارے واقع ہے اور اس ٹیلے پر جانے والا شخص ''رینبی آر'' کا پورا طرح نظارہ دیکھ سکتا ہے کیوں کہ یہ مسجد اونچائی پر واقع ہے اور اس کے دامن میں رینبہ آرہ نہایت ہی زور وشور کے ساتھ رواں دواں ہے اور دریاؤں میں پانی کا شور سنائی دیتا ہے۔ یہ پُر فضا مقام بہت دل لُبھانے والا ہے جہاں پر مقامی لوگوں نے اس مسجد کو حال ہی میں از سرِ نو تعمیر کیا ہے اور یہ ''مسجد شاہِ ہمدان کہلاتی'' ہے۔ اس گاؤں کے چیدہ افراد میں مرحوم محمد احسن دیوان، مرحوم عبدالقادر دیوان اور خضر محمد دیوان مشہور تھے۔ علاوہ ازیں عبدالغنی دیوان صاحب نے ''مسجد شاہِ ہمدان'' کو از سرِ تعمیر کرنے میں نہایت ہی اہم رول ادا کیا۔

ہیر پورہ سے پہلے ہی مغل روڈ پر واقع ایک چھوٹا سا گاؤں ''یاد پاون'' ہے یہ

"ریشی آر" کے کنارے آباد ہے۔ پانی کے چشموں سے گھیرا یہ گاؤں بہت خوبصورت ہے۔ کلچرل فورم شوپیان مرحوم محمد ایوب بیتاب کی سربراہی میں اکثر وہاں ادبی مجالس کا اہتمام کرتے تھے جس میں مشہور استاد مرحوم عبدالرحمٰن طالب نہایت ہی سرگرمی کے ساتھ حصّہ لیتے اور نوجوان ادیبوں کی حوصلہ افزائی کرتے۔ اس گاؤں کے آگے بھوری ہالن آتا ہے جس کے چاروں طرف گھنے جنگلات ہیں جس میں کائل کے بے شمار درخت ہیں۔ اس گاؤں کی ہریالی اور فضا سے انسان مسحور ہو جاتا ہے اور اس طرح سے یہ ایک پُرفضا مقام ہے۔ ریاست کے سیاحتی نقشے پر یہ معدوم ہے۔ لہٰذا شوپیان کی مقام آبادی ہی عرصہ دراز سے اس سے لطف اندوز ہوتی تھی لیکن جب سے مغل روڈ کھل گیا تو اس علاقے میں سیاحت میں ترقی کی اُمید بڑھ گئی ہے اور اگر اس شاہراہ کو کشادہ کیا گیا تو مستقبل قریب میں یہ قومی شاہراہ کا متبادل ہوگا۔

دوسرا راستہ "سیدھو" کی طرف جاتا ہے لیکن اونچائی پر چڑھنے کے بعد نیچے کی طرف راستہ سیدھے اہربل آبشار کی طرف جاتا ہے "گرُوٹن" پہنچنے کے ساتھی ہی راستے کے ایک طرف ایک بڑا پتھر دکھائی دیتا ہے جس کو "پانڈو ڈل" کہتے ہیں۔ اس پیوست شُدہ بڑی چٹّان کی اونچائی اور چوڑائی سے عندیہ ملتا ہے کہ یہ "پانڈو ڈل" ہی ہوسکتا ہے۔ اہربل کے بیچوں بیچ دریائے "ویشو" بڑی آب وتاب کے ساتھ گزرتا ہے۔ اس کا پانی بڑا صاف وشفاف اور ٹھنڈا ہے۔ یہ دریا بہاؤ میں بڑا تیز ہے بیشتر لوگ اس دریا میں ڈوب گئے اور لقمہ اجل بن گئے۔ اہربل کے بعد ایک اور مشہور چراگاہ "کونگ وٹن" آتا ہے یہ بھی بہت ہی خوب صورت ہے "کونگ وٹن" تک اب راستہ بنایا گیا ہے لیکن اتنا بھی آرام دِہ نہیں جتنا ہونا چاہیئے۔ "کونگہ وٹن" کے بعد "کوثر ناگ" آتا ہے جو ایک صاف وشفاف جھیل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دراصل "کوثر ناگ" ہی کشمیر کے پانی کے ذخائر کا منبع ہے۔ اہربل سے یہ راستہ بہت ہی دشوار گزار ہے اور لوگ اکثر وبیشتر اس

جگہ کو Trucking کرنے کے لئے انتخاب کرتے ہیں۔ بہت سارے لوگ پیدل سفر کرنے سے کتراتے ہیں اوراس طرح گھوڑوں پر ہی جاتے ہیں۔

اب ہم اُس راستے کی بات کریں گے جہاں پر ہیر پور واقع ہے اور یہ مغل روڈ کا ایک اہم پڑاؤ ہے۔ ہیر پور کے درمیان میں ایک دریا گزرتا ہے جس کا پانی بہت ہی صاف اور ٹھنڈا ہوتا ہے۔ دراصل یہ دریا جہ ناڑ سے ہوتے ہوئے مغل سرائے کے ساتھ ساتھ ہیر پورہ میں داخل ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کو سریہ بل دریا بھی کہتے ہیں۔ اس دریا کو پار کرنے کے بعد اونچائی کی طرف جاتے ہوئے ایک خوبصورت چراگاہ ہے جس کا نام ''میٹھِ وانِن'' ہے۔ اس نام کا معنی ہے ''میٹھا پانی''۔ یہ چراگاہ بہت خوبصورت ہے کہ دور دور سبزہ ہی سبزہ دکھائی دیتا ہے۔ آپ کا نظرِ انتخاب کہاں پر پڑے جہاں آپ تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جائیں اور قدرتی نظاروں سے لطف اندوز ہوں۔ ہر ایک سمت خوب سے خوب تر اور اللہ کی فراوانیوں سے معطر۔ ہیر پورہ کے ''وانی'' خاندان کے عبدالغنی وانی ایک اچھے تاجر تھے۔

موسم بہار میں یہاں ''گھشی'' (Morchilla) وافر مقدار میں ملتی ہے۔ یہاں جنگلی پودوں میں گھوتھیر (Petrisadiartum) ڈیڈ (Dryopteris) لیوگاسہ۔ وویل ہاکھ (Rehumex) سونچل۔ گل (Plant120) ہَند (Cteraxacum) اور پمپ ژالن (Rehum) بھی ملتے ہیں۔ ہند سبزی کے زرد پھول بہت ہی دلکش لگتے ہیں جیسے سبز رنگ کے قالین پر کسی دستکار نے زرد رنگ کے پھول پیوست کئے ہوں۔

ہیر پورہ کے ساتھ ہیں ''دُبی جن'' آتا ہے جہاں پر کچھ چشمے عرصہ دراز سے قدرتی طور پھوٹ پڑے ہیں جہاں پر لوگ نہاتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ان چشموں کے پانی سے جسم پر پھوڑا پھنسی ختم ہوجاتی ہے۔ ہیر پورہ سے دُبی جن جاتے ہوئے راستے میں ایک پہاڑ آتا ہے جس کا نام ''قارون پڑی'' ہے۔ مطلب یہ کہ قارون کا ٹھکانہ۔

عجیب بات یہ ہے کہ اس کوہ میں جتنے بھی کنکر پیوست ہیں وہ دور سے سِکّے نظر آتے ہیں لیکن جب کوہ کی طرف نظر پڑتی ہے تو وہ پتھر کنکر ہی دکھائی دیتے ہیں اب اگر کوئی زوورہ گاؤں سے ''دبی جن'' جانے کا ارادہ کرے تو راستے میں ''نندن سر'' آتا ہے اس کا پانی نہایت ہی سیاہ دکھائی دیتا ہے۔ لیکن یہ راستہ اتنا مانوس نہیں لہذا بہت کم لوگ اس راستے سے ''دبی جن'' جاتے ہیں۔ اسی راستے میں تھوڑا اونچائی پر ''موسیٰ مسجد'' دکھائی دیتی ہے لیکن یہ صرف نظر کا دھوکا ہے۔ دور سے یہ ایک قُبہ دکھائی دیتا ہے لیکن نزدیک جا کر وہاں کچھ نہیں دکھائی پڑتا۔ لہٰذا یہ ایک مفروضہ ہی لگتا ہے۔ راقم اس راستے سے ''دبی جن'' گیا ہوں لیکن ''موسیٰ مسجد'' کا کہیں بھی کوئی نشان نہ ملا۔ ہیرپورہ کے تھوڑا اوپر ایک ٹیلہ ہے جس کو ''مہرنہِ چھمب'' یعنی ''دلہن کا ٹیلہ'' کہتے ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اسی راستے ایک دُلہن کی ڈولی آرہی تھی کہ اس پر بجلی گری اور باراتیوں کے سمیت ہلاک ہوگئی۔ چراغ حسن حسرت نے اپنی کتاب ''کشمیر'' میں نوری چھمب کا ذکر کیا ہے جہاں ملکہ نور جہاں قافلے کے ہمراہ تھوڑی دیر کے لئے رُکتی تھی۔

''دُبی جن'' کے ساتھ ہی ایک پہاڑی آتی ہے جس کا نام ''شوپ کور'' ہے جس پر پرانے زمانے کے لوگ بڑے شوق سے چڑھتے تھے لیکن اس میں محنت اور مشقت لگتی تھی۔ ''دبی جن'' جانے والوں میں اکثر بازی لگتی تھی کہ کون ''شوپ کور'' کی پہاڑی کو طے کر سکتا ہے۔ مغل روڈ تعمیر ہونے سے اب سیاح جوق در جوق مغل سرائے دیکھنے آتے ہیں۔ مغل سرائے ''دبی جن'' سے کئی کلومیٹر دور بائیں جانب واقع ہے چوں کہ مغل روڈ بہت اونچائی سے پہاڑوں کو چیر کر پیر کی گلی تک جا پہنچا ہے لیکن مغل سرائے اُس زمانے میں بہت نیچے میدانی جگہ پر تعمیر کی گئی ہے۔ کئی سو سال کے بعد یہ سرائے اپنی شان وشوکت کے ساتھ کھڑی ہے لیکن اُس کے پہلو میں نہایت ہی ایک خوبصورت دریا بہتا ہے جو ہیرپورہ سے جاتے ہوئے اصل میں ''ریمبی آر'' کو جنم

دیتا ہے ۔ یہی اس کی خوبصورتی کی غمازی کرتا ہے کہ یہ راستہ کشمیر آنے کے لئے استعمال ہوتا تھا اور مغلوں نے نہایت شوق اور بڑی خوبصورتی کے ساتھ تعمیر کیا ہے۔ جگہ کا انتخاب بھی بہت نرالا ہے جہاں رات بھر پانی کا شور اور صاف ہوا تھکے ماندے اجسام سے تھکن دور کرنے کے لئے اکسیر ہے۔

شوپیان قصبہ سے مشرق کی طرف ایک اور سڑک زینہ پورہ جاتی ہے لیکن جنوب والی سڑک سے سیدھے آدمی کولگام جا پہنچتا ہے۔ شوپیان کے لوگ بڑے مہمان نواز اور علم دوست ہیں۔ یہاں کی ''مائشہِ کرائڈ'' یعنی دودھ کی روٹی بہت مشہور ہے۔ یہاں کا سیب ''امبری'' دنیا بھر میں مشہور تھا۔ اسی وجہ سے شوپیان کے نام سے سیب کی نسبت اہلِ زبان نے اعلیٰ قسم کی سیب کی ''شُپینک ژُونٹھ'' کوالٹی سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن گردشِ ایام کے ساتھ اب یہاں سیب امبری پوری طرح مفقود ہو گیا ہے کیوں کہ امبری باغ کو بنانے میں تقریباً 60 سال کا عرصہ درکار ہے اور اتنا صبر اب لوگوں میں جواب دے چُکا ہے۔ نہ اتنی دیرنئی پود انتظار کرسکتی ہے۔

شوپیان کے لوگ سیاسی طور بڑے ذہین ہیں انہوں نے کبھی بھی حکمران جماعت کی بالواسطہ یا بلاواسطہ حمایت نہ کی۔ وہ شیخ عبداللہ کے خلاف ہمیشہ صف آرا رہے۔ البتہ نیشنل کانفرنس چوں کہ وادی میں آسودہ حال خاندانوں کی بساط بنی ہوئی تھی لہذا یہاں بھی چند گنے چُنے لوگوں نے سیاست کا فائدہ اُٹھایا۔ شوپیان کا غریب عوام ہمیشہ غربت کی چکی میں پستے رہے۔ یہی حال بخشی وزارت کے دوران بھی رہا۔ چند حریص لوگوں نے بے جا فائدہ اُٹھایا۔ مسکین وغریب کی حالت جوں کی توں رہی امیر دن بہ دن امیر ہوتا گیا۔ غریب اور مفلوک الحال گروہ خطہ افلاس کے نیچے آگئے۔ شوپیان کا ہر ایک سخی اور انسان پرور ہے اور لوگوں کی بڑی تعداد دکانداری اور میوہ صنعت کے ساتھ وابستہ ہیں۔



جامع مسجد شوپیان

یہ فنِ تعمیر کا ایک بہترین نمونہ ہے، یہ مسجد ہو بہو جامع مسجد سرینگر سے ملتی جُلتی ہے۔
اس مسجد کے بارے میں تتمہ تاریخِ کشمیر مرتبہ مولوی محمد شاہ مفتی سعادت رقم طراز ہیں:

پہلی تعمیر:

''یعنی بیساکھ 1969 بکرمی مطابق 8 شوال المکرم 1309ھ کشمیر میں بہت اہم واقع پیش آئے۔ جبکہ بُرزہ کے پتے سے شہر کا بیشتر حصہ آگ سے خاکستر ہوا اور کشمیر میں کالرا کی بیماری پھیلی جس میں شہر کے تقریباً چودہ ہزار لوگ ہلاک ہوئے۔ اسی دوران شوپیان کے لوگوں نے متفقہ طور پر خلیل جوڈار کی سربراہی میں چندہ جمع کرنے کا فیصلہ لیا اور قدیم طرزِ پر ایک جامع مسجد تعمیر کی۔ یہ مسجد سُلطان زین العابدین کے فنِ تعمیر پر مبنی ہے۔'' (صفحہ 615)

ایک روایت کے مطابق جامع مسجد شوپیان سال 1827ء میں پہلی بار تعمیر ہوئی۔

دوسری تعمیر:

لیکن دوسری روایت کے مطابق یہ مسجد بد قسمتی سے 1911ء میں نذرِ آتش ہوئی۔
لیکن موجودہ جامع مسجد شوپیان مرحوم اکبر ڈار دربہ گام اور خلیل جوڈار کی اعانت سے پھر

تعمیر کی گئی۔ راقم نے خلیل جوڈار کے نسبت معلوم کیا کہ یہ شخص کون تھے لیکن کسی نے بھی ان کے بارے میں کوئی جانکاری اور نہ ہی اُن کے خاندان کے بارے میں وثوق سے کچھ پتہ چلا۔ ایک اور روایت کے مطابق یہ شخص عبدالاحد ڈار مرحوم کے دادا تھے۔ عرصہ ہوا عبدالاحد ڈار مرحوم نے نو مسجد شوپیان (جس کے امام اور خطیب مولانا محمد امین شوپیائیؒ مرحوم تھے) سے علاحدگی اختیار کی اور بازار مسجد تعمیر کی۔ چوں کہ ڈار صاحب اہلحدیث ہونے کی وجہ سے ''نو مسجد'' میں مسلکِ اہلحدیث کے مطابق نماز ادا کرنے سے روکے گئے اس طرح سے وہ ''نو مسجد'' سے علاحدہ ہو گئے۔ جامع مسجد شوپیان کی تعمیر نومبر 1945ء میں شروع ہوئی اور جنگِ عظیم دومؑ میں اس کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔

سنگِ بنیاد پر کنندہ تاریخ

المَسْجِد اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی

زیرِ اہتمام انجمن اہلِ اسلام بصرف زرِ کثیر درزمان جنگ عالم گیر

۱۳۶۴ھ ۱۹۴۵ء تعمیر جامع جاری است

ٹاک مسجد:

یہ سال 1920ء میں تعمیر ہوئی تھی اور علاقے میں اہلحدیثوں کی پہلی مسجد ہے۔ سال 1960ء میں جماعت اہلِ حدیث کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں مقتدر علمائے ربّانی جیسے مولانا عبدالرؤف رحمانی (جھنڈانگر نیپال) اور مولانا عبدالسلام بستوی دہلوی بھی شامل ہوئے تھے 15 سال پہلے یہ مسجد شہید کی گئی اور اس کی جگہ ایک وسیع وعریض خوب صورت اور دیدہ زیب مسجد ازسرِ نو تعمیر کی گئی اس مسجد کی تعمیر میں مولانا محمد بشیر شوپیانی کا زبردست رول رہا ہے جنہوں نے دن رات محنت کر کے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا۔

کرالہ مسجد:

یہ ہرہ گام شوپیان کی قدیم مساجد میں شمار ہوتی ہے چوں کہ مسجد کے قرب و

جوار میں زیادہ تر کمہار لوگ رہتے تھے لہٰذا یہ کرالہ مسجد کے نام سے مشہور ہوگئی مدّت تک اس کی امامت وخطابت مولانا محمد منوّر شاہ انجام دیتے تھے۔

نومسجد شوپیان:

یہ مسجد بھی شوپیان کی ایک قدیم مسجد ہے اس کے امام وخطیب مولانا محمد امین شوپیانی مرحوم تھے جو اپنی عالمانہ بصیرت کی وجہ سے بہت مشہور تھے۔ کئی سال قبل اس مسجد کی تعمیر نو ہوئی اور اس کا حمام جو خستہ تھا کو نئے سرے سے تعمیر کیا گیا۔

بازار مسجد شوپیان:

اصل میں یہ مسجد سال 1968ء میں تعمیر ہوئی۔ یہ مسجد عبدالاحد ڈار کی سربراہی میں بنی لیکن بعد میں 1978ء کے ہولناک آگ کی واردات میں یہ مسجد جزوی طور خاکستر ہوئی۔ اب کچھ عرصہ ہوا اس کے کئی حصّے نئے سرے سے تعمیر ہوئے ہیں چوں کہ مسجد بازار کے وسط میں ہے لہٰذا اس کو بازار مسجد سے ہی موسوم کیا گیا ہے۔

ٹین مسجد:

یہ مسجد بابا محلّہ شوپیان میں واقع ہے چوں کہ اس کے چھت پر ٹین لگا تھا۔ لہٰذا ٹین مسجد کے نام مشہور ہوگئی۔ یہ بھی قدیم مساجد میں شمار ہوتی ہے۔

کھار مسجد:

اس کے علاوہ کھار مسجد بھی قدیم مسجد ہے جو کہ جانہ محلّہ شوپیان میں واقع ہے۔ چوں کہ اس کے ہمسایہ زیادہ تر آہنگر ہیں۔ لہٰذا ''کھارہ مسجد'' کے نام سے پہچانی جاتی ہے۔ کھار مسجد، ہسپتال روڈ شوپیان پر واقع ہے۔ غلام قادر وانی المعروف قادر کاک عرصہ تک اس مسجد کی امامت وخطابت کے فرائض بغیر کسی معاوضہ کے ادا کرتے تھے۔ مرحوم عبدالرشید گتو نے بعدازاں اس مسجد کی تعمیرِ نو میں اہم رول ادا کیا۔



نیشنل ہائی اسکول شوپیان

نیشنل اسکول شوپیان کی ایک قدیم تعلیمی آماجگاہ تھی اس اسکول کو قائم کرنے پنڈت سروپ ناتھ اور پنجورہ کے خواجہ غلام حسن خان نے ایک اہم رول ادا کیا ہے۔اس اسکول کے مدرّسین میں پنڈت دینا ناتھ ہانجورہ اور مولوی غلام احمد احرار شامل ہیں۔ احرار صاحب نے وہاں صرف دوسال کام کیا اور بعد میں مستعفی ہوگئے ۔ہانجورہ صاحب صاحب اپنے زمانے کے ایک مشہور اُستاد تھے اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر تعلیمی میدان میں انہوں نے بہت کام کیا۔اس اسکول میں بیسیوں طالب علم علم کے نور سے منور ہوئے جن میں شیم احمد شمیم ،محمد یوسف ٹینگ اور مشہور معالج ڈاکٹر محی الدین (جو بعد میں امریکہ میں مقیم رہے) شامل ہیں اصل میں یہ اسکول ابتدائی طور کرشن لال کے والد شِو ناتھ کے مکان میں بغیر کسی کرایہ کے چل رہا تھا۔ بعد ازاں یہ کچھ دیر کے لئے رئیس شوپیان امر چند کے مکان میں منتقل ہوا۔امر چند صاحب پنڈت سوم ناتھ اور مکھن لال مدن صاحب کے پتاجی تھے۔

پھر زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ 1931ء میں شیخ محمد عبداللہ نے باضابطہ طور ہائی اسکول کا سنگِ بنیاد رکھا جو بعد میں ایم ایل ہائر سکینڈری اسکول شوپیان کی شکل میں

اُبھرا۔ اس تعلیمی ادارے سے سالنامہ ''کوثر ناگ'' اجرا ہوتا تھا جو کئی سال تک بڑی آب و تاب کے ساتھ نکلتا رہا لیکن بعد میں یہ متواتر طور نہیں نکل سکا۔ یہ میگزین معیار کے لحاظ سے نہایت ہی دلچسپ تھا۔ اس میں علاقہ کے چیدہ چیدہ قلمکار اور شعراء کی تخلیقات شائع ہوتی تھیں۔ ''کوثر ناگ'' کے یہ شمارے بہت کوشش کے باوجود راقم کو نہیں مل سکے۔ البتہ زمانہ طالب علمی میں لائبریری میں ان کا مطالعہ کیا تھا۔ اسی اسکول میں ایک مشہور ادیب اور شاعر غلام احمد نثار بطورِ پرنسپل تعینات ہوئے اُن کی ''رنبے آرہ'' پر لکھی غزل بہت مشہور ہوئی۔

کمہٕ تارے ترے ریشہٕ عارہ لولو
یتہٕ مجنوٗن تتہٕ بے عارہ لولو

سال 1969ء تک جن دیگر پرنسپل حضرات نے اس اسکول کو اپنی گراں قدر خدمات سے نوازا اُن میں غلام محمد وڈیرا، محمد احسن شاہ، علی محمد تار فروش، جی آر عشائی اور محمد حسین نینگرو شامل تھے۔ اس اسکول میں آسام کے بیری سنگھ کھیل کے اُستاد رہے جس نے کھیل کود کو نہایت ہی جانفشانی کے ساتھ بڑھاوا دیا۔ اس اسکول سے دیگر اساتذہ کرام کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں۔

مولانا محمد امین شوپیانی	شوپیان
جیالال کول حریمین	بٹہ پورہ شوپیان
شیام لال پردیسی	بٹہ پورہ شوپیان
محمد ایوب بے تاب	شوپیان
پیارے لال (زراعت)	سری نگر
عبدالخالق نینگرو (زراعت)	پلوامہ
مکھن لال مدن	شوپیان

مولانا نور احمد ترالی (صرف تین مہینے) ترال

مولوی احد اللہ سوفر نامہ	سوفر نامہ شوپیان
عبدالرحمٰن بٹ	شوپیان
مولوی شریف احمد	پلوامہ
عبدالاحد گنائی	کٹہ پورہ نادی گام
مدسودھن مٹاس	سری نگر
گرداری لال ہستو	سری نگر
گرداری لال ککرو	سری نگر
تریلوکی ناتھ بٹ	سری نگر
دینا ناتھ بٹ	پلوامہ
چونی لال	کوکرناگ
کنیالال ملّہ	سری نگر
مولوی محمد اسحاق	شوپیان
پران ناتھ رینہ	بٹہ پورہ
محمد شعبان بٹ	شوپیان
غلام رسول	مانتر بوگ
غلام احمد شاہ	میشہ وار

دیگر اساتذہ کرام

سمسار چند کول	بٹہ پورہ
محمد عاشور وگے	پنجورہ
ہردے ناتھ	بٹہ پورہ

گوپی ناتھ پنڈتا	بٹہ پورہ
عبدالعزیز وانی	ہرہ گام
غلام محمد بانڈے	شوپیان
عبدالخالق ڈار	بونہ گام
ثناءاللہ المعروف سونہ ماشٹر	شوپیان
محمد یوسف بانڈے	شوپیان
غلام رسول ٹاک	شوپیان
غلام نبی ژپو	شوپیان
غلام محمد ٹاک	ٹاک محلّہ شوپیان
عبدالرحمٰن ملک	شوپیان
غلام حسن وچکو	شوپیان
رام چند بٹ	سمشی پورہ
محمد عبداللہ طاری	شوپیان
غلام حسن زرگر	میم اندر
عبدالرحمٰن طالب	شوپیان

مدرسہ محمدی/محمدیہ انسٹی چیوٹ

تعلیم کے میدان میں بھی شوپیان کسی سے پیچھے نہیں۔ مدرسہ محمدی کی بنیاد سال 1967ء میں مولانا محمد بشیر شوپیانی نے مالی وسائل کی کمزوری کے باوجود ڈالی۔ برسوں بناء کسی تنخواہ کے کام کیا۔ سیاہی، کاغذ ودیگر سامان مدرسے کے لئے خود لاتے تھے۔ لیکن بعد میں یہ سکول ترقی کے منازل طے کرتا گیا ایک وقت تھا جب یہ مدرسہ شوپیان اور پلوامہ تحصیل میں اپنی دھاک جمائے بیٹھا تھا اور اچھے اور قابل ذہین طلباء

اس سے مدرسے سے فارغ تحصیل ہوئے۔

اسی طرح جامع مسجد شوپیان سے منسلک اسلامیہ مڈل اسکول بھی پرانے تعلیمی اداروں میں شمار ہوتا تھا اور اس مدرسے نے ابتدائی تعلیم کے سلسلے میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اس اسکول میں مولانا محمد ایوب شوپیانی (چھانہ پورہ) مولوی عبد الحق (ٹاک محلّہ) اور مولوی خورشید احمد (فرزند مولوی غلام محمد شاہ) نے بطور مدرس کام کیا اور بچوں کو پڑھایا۔ اللہ ان سب کی مغفرت فرمائے۔



سال 1968ء بھی شوپیان کے لئے نہایت ہی کٹھن اور پُر آشوب رہا جب کہ ایک ڈگری کالج کے قیام کے لئے ہمہ گیر تحریک شروع ہوئی۔ جلسے ہوئے اور کئی بار ہڑتال کی گئی جس کی سربراہی مرحوم عبد الرزاق گنائی کر رہے تھے۔ اس ایجی ٹیشن کے دیگر کارکنوں میں سید ریاض حسین، محمد امین شاکر، محمد شفیع بانڈے، ایس۔ ایم۔ اقبال عبد الاحد ٹھوکر (ایڈوکیٹ)۔ ڈاکٹر عبد الرحمٰن صوفی، عبد المجید میر ایڈوکیٹ شامل رہے۔ (اس مہم میں راقم بھی شامل تھا۔)



عدلیہ

عدلیہ کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ شوپیان میں عدالت منصفی 1921ء میں قائم ہوئی اور ٹھا کور دوارا مندر کی بلڈنگ جو بالمقابل ٹاک مسجد واقع تھی۔ 1960ء تک کرایہ پر رہی۔ 2007ء میں جب شوپیان ضلع صدر مقام بنا تو عدالت چیف جوڈیشل مجسٹریٹ اور ڈسٹرکٹ اینڈ سیشنز جج کی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا گیا اور سال 2008ء میں باضابطہ طور جوڈیشل آفسران کو تعیناتی کے حکم اجراء ہوئے۔ یاد رہے کہ یہ عدالت 1921ء سے 1958ء تک منصف کورٹ تھا۔ بعد میں 1958ء میں اس کا درجہ سب ججی تک بڑھا دیا گیا۔ اس عدالت نے بھی معرکہ خیز مقدمات کی شنوائی کی ہے مشہور مقدمہ ہے کہ گاؤ کشی الزام میں بہت سارے افراد کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔ لیکن ملزمان کی وکالت مولانا عبداللہ شاہ وکیل کر رہے تھے۔ اُن کی زوردار بحث سُننے کے لئے لوگوں کا جمِ غفیر آتا تھا۔ بعد میں استغاثہ جرائم ثابت کرنے میں ناکام رہا۔ لیکن مولانا عبداللہ شاہ (ایک اعلیٰ سماجی کارکن اور مشہور وکیل تھے اُن کے ایک اور فرزند مولوی عبدالرحیم سب جج مظفر آباد تھے۔ اُن کے فیصلے ریکارڈ روم سری نگر میں محفوظ ہیں) نے مقدمہ جیت لیا اور ملزمان باعزت بری ہو گئے۔

- عدالت منصفی شوپیان
- ممبران بار 54-1950ء
- جانکی ناتھ بھان 1950ء سے کئی سال تک
- غلام محمد میر راجپوری 51-1950
- شمبھوناتھ رینہ
- ارجن ناتھ نقیب
- امین کامل 1952-1950ء

مولوی عبدالحمید 1955ء

- جیا لعل کاؤ
- رادھا کشن صفایا
- معراج الدین شاہ
- مظفر احمد خان
- عبدالمجید متّو
- محمد مقبول ملک

شوپیان بار سے جوجج صاحبان مقرر ہوئے۔

- غلام نبی میر
- مولوی محمد اقبال
- سید عبدالرب
- سید جاوید احمد
- بشیر احمد وانی
- بھوشن لال صراف
- ملک شبیر احمد
- احمد اللہ ملک
- راقم محمد نذیر فدا
- مولوی عبدالباری
- مولوی فیضان اقبال

عرائض نویس

- پنڈت جیا لعل لاہوری
- غلام حسن ملک
- عبدالرحمٰن ٹینگ
- ارجن ناتھ کچلو
- غلام محی الدین داند

بعدازاں

- محمد یاسین خان
- عبدالرحمٰن بانڈے



دریائے سنگلو

شوپیان کی پہچان ایک خوبصورت میٹھے اور ٹھنڈے پانی سے بھرے دریا جس کو سنگلو کہتے ہیں سے ہوتی ہے یہ دراصل میں چوگام کے نشیبی حصّے رینبہ آرہ سے نکلتے ہوئے ''رنگہ منڈو'' کو چیرتے ہوئے قصبہ کے بیچوں بیچ گزرتا ہے۔ شوپیان کے نچلے علاقوں بطرف علاقۂ امام صاحب بہت سارے رقبہ کو سیراب کرتا ہے۔ ''رنگہ منڈو'' علیاں پورہ کے ساتھ قطعہ اراضی ہے جو چشموں اور سرسبز درختوں کی جن میں بید ہا شامل ہیں سے بھرا پڑا تھا۔ رنگہ منڈو میں چشموں اور ندیوں کی بھرمار تھی۔ جہاں اکثر و بیشتر شوپیان کے ایک عالم وفاضل مولانا عبدالغنی شوپیانی عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ لیکن اب وہاں پر غریبی سے نچلی سطح کے لوگوں کو بسایا گیا ہے۔ کنی پورہ سے پہلے سنگلو دریا پار کر کے ہی پہلے قطعہ اراضی کا ٹکڑا تھا جس کو ''مدار'' کہتے تھے۔ اب اس جگہ پر مکانات تعمیر ہو چکے ہیں اور ''مدار سُند'' جگہ لوگوں کے ذہنوں سے بھول گیا ہے۔ یہ دریا شیخ محلّہ سے ہوتے ہوئے مندر کے پہلو سے گزرتا ہے۔ یہ ٹھاکر دُوارا قدیم مندر، ٹاک مسجد کے بالمقابل واقع تھا۔ اس مندر کے پجاری سوانتی مہنت رام سرن تھے لیکن سال 1972ء میں وہ واپس اپنے وطن نیپال چلے گئے۔ مہنت رام سرن نہایت نیک اور ملن

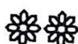
سارآدمی تھے وہ ہندو مسلم اتحاد کی ایک زندہ مثال تھے۔ افراتفری کے بعد اب یہ مندر ویران پڑا ہے اور اب اس میں کوئی پوجا پاٹ نہیں ہوتی ہے۔ مندر کے دائیں طرف پر محکمہ جنگلات کا دفتر ہے اس کے ساتھ ہی ہائر سکنڈری اسکول برائے خواتین واقع ہے اور اُسی اسکول کے مدّ مقابل مدرسہ محمد یہ کی عمارت اور گراونڈ واقع ہے۔ دریائے سنگلو کے کنارے اب پُختہ مکانات تعمیر ہوئے ہیں اور مکین اپنے گھروں کا گندا پانی اسی دریا میں ڈالتے ہیں یہ دریا اب پوری طرح گندہ ہو چکا ہے اور اب اس کا پانی پینے کے لئے کوئی بھی استعمال نہیں کرسکتا۔

افسوس ! Water Bodies ختم کرنے کا سلسلہ کشمیر میں زوروں پر ہے اور شوپیان بھی اس میں ایک قدم آگے ہی ہے جتنی پیاری ندیاں شوپیان سے گزرتی تھیں ان کو بند کر دیا گیا ہے سرسبز سا گذاروں میں اب فلک بوس عمارتیں کھڑی ہیں۔



تھے۔ اپنی طالب علمی کے دوران میں نے خود ان کے خطبات سُنے تھے۔ وہ فاضل دیوبند تھے اور مولانا عبدالحمید شوپیانی اُن کے بڑے دوست اور ہم عصر تھے۔ لیکن مولانا مرحوم جماعتِ اسلامی کے ساتھ پوری طرح وابستہ تھے اور 1978ء کے اسمبلی چناؤ میں وہ جماعتِ اسلامی کے حلقہ شوپیان سے اُمیدوار کی حیثیت سے میدان میں اُتر آئے۔ وہ ''نَو مسجد شوپیان'' کے امام وخطیب تھے 17/ مارچ 1984ء کو فوت ہوئے۔

حکیم غلام نبی صاحب بھی جماعتِ اسلامی کے ایک فعال کارکُن تھے اور کئی بار جیل گئے آپ مُول چتراگام سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ فاضلِ دیوبند کے علاوہ حکمت کے پیشے سے بھی منسلک رہے۔ 1972ء کے پارلیمانی چناؤ میں آپ محمد شفیع قریشی اور شمیم احمد شمیمؔ کے خلاف جماعتِ اسلامی کے اُمیدوار کی حیثیت میں کھڑے ہوئے تھے۔ 4/ فروری 2002ء کو اپنے آبائی گاؤں میں انتقال کر گئے۔



شوپیان کے بارے میں ایک نرالا واقعہ بیان کروں گا۔ جم نگر کے ایک شخص نے یہودی مذہب اختیار کیا تھا لیکن خوف کی وجہ سے برملا اظہار نہ کیا۔ میرے والد مولوی محمد بشیر نے ایک بار مجھ سے ذکر کیا کہ وہ ایک بار اُن سے ملنے آئے اندر سے چوغہ پہنا ہوا تھا جس پہ ''نبی اسرائیل'' لکھا تھا۔ مولانا کے سامنے انہوں نے اعتراف کیا کہ وہ یہودی ہے اور اس کے باضابطہ تعلقات یہودی ریاست اسرائیل سے ہے جہاں سے وہ امداد وغیرہ حاصل کرتا ہے۔ اس بات کی تصدیق ایک اور ذریعے سے بھی ہوئی جب یہودی کے انتقال پر کئی لوگ مولانا سے استفسار کرنے لگے کہ ان کی اراضی اور درخت ہائے اخروٹ کو مسجد یا اسلامی مدرسے پر خرچ کئے جاسکتے ہیں تو مولانا نے اُن کو دوٹوک الفاظ میں کہا کہ یہودی کی جائیداد سے حاصل شُدہ روپیہ نہ ہی مسجد اور نہ ہی اسلامی اسکول پر خرچ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی ایسا کرنا جائز ہے۔ ایک اور روایت کے

مطابق ٹاک محلہ شوپیان کے دکاندار عبدالرشید ٹاک ولد عبدالعزیز ٹاک تھے جو مدرسہ محمدی کے ساتھ ہی دکانداری کرتے تھے نے بتایا کہ:

"یہ شخص (یعنی یہودی) ایک باراُن سے ملا اور کہہ دیا کہ اس نے اپنا یہودی نام "عمود جان بنی اسرائیل" رکھا ہے اور اسی نام سے وہ دودیگر یہودیوں میں معروف ہے اور اسی نام پر وہ اپنے ہم مذہبوں سے امداد حاصل کرتا ہے۔"

شوپیان سے کولگام کی طرف جاتے ہوئے ایک چھوٹا سا گاؤں گاگرن آتا ہے۔ یہاں چند گھرانوں نے قادیانیت کا مذہب قبول کیا جن میں عبداللہ میر اور محمد اسماعیل ٹیلر ماسٹر شامل تھے۔ مانلو میں بھی چند گھرانوں نے قادیانیت کا مذہب قبول کیا ہے جن میں راتھر ذات کا ایک خانوادہ بھی شامل ہے۔



سارآدمی تھے وہ ہندو مسلم اتحاد کی ایک زندہ مثال تھے۔ افراتفری کے بعد اب یہ مندر ویران پڑا ہے اور اب اس میں کوئی پوجا پاٹ نہیں ہوتی ہے۔ مندر کے دائیں طرف پر محکمہ جنگلات کا دفتر ہے اس کے ساتھ ہی ہائر سکنڈری اسکول برائے خواتین واقع ہے اور اُسی اسکول کے مدّ مقابل مدرسہ محمدیہ کی عمارت اور گراونڈ واقع ہے۔ دریائے سنگلو کے کنارے اب پُختہ مکانات تعمیر ہوئے ہیں اور مکین اپنے گھروں کا گندا پانی اسی دریا میں ڈالتے ہیں یہ دریا اب پوری طرح گندہ ہو چکا ہے اور اب اس کا پانی پینے کے لئے کوئی بھی استعمال نہیں کرسکتا۔

افسوس ! Water Bodies ختم کرنے کا سلسلہ کشمیر میں زوروں پر ہے اور شوپیان بھی اس میں ایک قدم آگے ہی ہے جتنی پیاری ندیاں شوپیان سے گزرتی تھیں ان کو بند کر دیا گیا ہے سرسبز سا گذاروں میں اب فلک بوس عمارتیں کھڑی ہیں۔



مذہبی سرگرمیاں

مذہبی سرگرمیوں کے لئے بھی شوپیان بہت مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کشمیر میں سب سے پہلے تحریک اہلِ حدیث کا آغاز شوپیان کی سرزمین سے ہی ہوا۔ صرف یہی نہیں بلکہ جماعتِ اسلامی کا بھی یہ اہم مرکز رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ 1936ء میں یہاں مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی خود تشریف لائے تھے۔ جماعتِ اسلامی سے وابستہ دو تین علمائے کرام کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ اُن میں سے ایک مولانا غلام احمد احرار تھے جو امرتسر اور لاہور میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد پٹھان کوٹ آئے جہاں پر اُنہوں نے جماعتِ اسلامی کے سربراہ مولانا مودودی سے بالمشافہ ملاقات کی پھر اس کے بعد وہ پوری طرح جماعتِ اسلامی کے ساتھ منسلک ہو گئے۔ مولانا احرار صاحب جموں و کشمیر میں جماعتِ اسلامی کے بانی ارکان میں شمار ہوتے ہیں۔ 1972ء کے اسمبلی چناؤ میں وہ حلقہ پلوامہ سے جماعتِ اسلامی کے اُمیدوار کی حیثیت سے میدان میں اُتر آئے۔ 24/اگست 2004ء کو انتقال فرمایا۔

دوسرے عالمِ دین مولانا محمد امین صاحب شوپیانی تھے جو ہائر سکنڈری اسکول شوپیان میں بطورِ عربی اور فارسی کے استاد تھے وہ اقبالیات کے بھی زبردست شناسا

تھے۔ اپنی طالب علمی کے دوران میں نے خود ان کے خطبات سُنے تھے۔ وہ فاضل دیوبند تھے اور مولانا عبدالحمید شوپیانی اُن کے بڑے دوست اور ہم عصر تھے۔ لیکن مولانا مرحوم جماعتِ اسلامی کے ساتھ پوری طرح وابستہ تھے اور 1978ء کے اسمبلی چناؤ میں وہ جماعتِ اسلامی کے حلقہ شوپیان سے اُمیدوار کی حیثیت سے میدان میں اُتر آئے۔ وہ ''نَو مسجد شوپیان'' کے امام وخطیب تھے 17/ مارچ 1984ء کو فوت ہوئے۔

حکیم غلام نبی صاحب بھی جماعتِ اسلامی کے ایک فعال کارکُن تھے اور کئی بار جیل گئے آپ مُول چترا گام سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ فاضلِ دیوبند کے علاوہ حکمت کے پیشے سے بھی منسلک رہے۔ 1972ء کے پارلیمانی چناؤ میں آپ محمد شفیع قریشی اور شمیم احمد شمیمؔ کے خلاف جماعتِ اسلامی کے اُمیدوار کی حیثیت میں کھڑے ہوئے تھے۔ 4/ فروری 2002ء کو اپنے آبائی گاؤں میں انتقال کر گئے۔



شوپیان کے بارے میں ایک نرالا واقعہ بیان کروں گا۔ جم نگر کے ایک شخص نے یہودی مذہب اختیار کیا تھا لیکن خوف کی وجہ سے برملا اظہار نہ کیا۔ میرے والد مولوی محمد بشیر نے ایک بار مجھ سے ذکر کیا کہ وہ ایک بار اُن سے ملنے آئے اندر سے چوغہ پہنا ہوا تھا جس پہ ''نبی اسرائیل'' لکھا تھا۔ مولانا کے سامنے انہوں نے اعتراف کیا کہ وہ یہودی ہے اور اس کے باضابطہ تعلقات یہودی ریاست اسرائیل سے ہے جہاں سے وہ امداد وغیرہ حاصل کرتا ہے۔ اس بات کی تصدیق ایک اور ذریعے سے بھی ہوئی جب یہودی کے انتقال پر کئی لوگ مولانا سے استفسار کرنے لگے کہ ان کی اراضی اور درخت ہائے اخروٹ کو مسجد یا اسلامی مدرسے پر خرچ کئے جاسکتے ہیں تو مولانا نے اُن کو دوٹوک الفاظ میں کہا کہ یہودی کی جائیداد سے حاصل شُدہ روپیہ نہ ہی مسجد اور نہ ہی اسلامی اسکول پر خرچ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی ایسا کرنا جائز ہے۔ ایک اور روایت کے

مطابق ٹاک محلہ شوپیان کے دکاندار عبدالرشید ٹاک ولد عبدالعزیز ٹاک تھے جو مدرسہ محمدی کے ساتھ ہی دکانداری کرتے تھے نے بتایا کہ:

> ''یہ شخص (یعنی یہودی) ایک باراُن سے ملا اور کہہ دیا کہ اس نے اپنا یہودی نام ''عمود جان بنی اسرائیل'' رکھا ہے اور اسی نام سے وہ دو دیگر یہودیوں میں معروف ہے اور اسی نام پر وہ اپنے ہم مذہبوں سے امداد حاصل کرتا ہے۔''

شوپیان سے کولگام کی طرف جاتے ہوئے ایک چھوٹا سا گاؤں گاگرن آتا ہے۔ یہاں چند گھرانوں نے قادیانیت کا مذہب قبول کیا جن میں عبداللہ میر اور محمد اسماعیل ٹیلر ماسٹر شامل تھے۔ مانلو میں بھی چند گھرانوں نے قادیانیت کا مذہب قبول کیا ہے جن میں راتھر ذات کا ایک خانوادہ بھی شامل ہے۔



سیاسی سرگرمیاں اور شخصیات

شوپیان میں سیاسی سرگرمیاں دیگر علاقہ جات کے بہ نسبت بڑی تیکھی اور تیز تھیں۔ سال 1967ء میں سیاست کا پارہ اس وقت چڑھا جب اسمبلی حلقہ شوپیان سے تین اُمیدواروں کا مقابلہ بہت ہی سخت اور دلچسپ لگا۔ شمیم احمد شمیم، غلام حسن خان اور عبدالستار رنجور کا زبردست مقابلہ ہوا اور بالآخر شمیم احمد شمیم نے یہ انتخاب ووٹوں کی بھاری اکثریت سے جیتا۔ مخالفین نے اتنا زور لگایا کہ شمیم مرحوم کو بھارت کے الیکشن کمیشنر مسٹر سندرم سے مداخلت کرنے کی درخواست کی اور مخالفین کی حیلہ رانیوں کو نہایت ہی بہادری کے ساتھ دبایا۔ شمیم احمد شمیم ایک شعلہ بیان مقرر اور صحافی تھے وہ ہفتہ وار ''آئینہ'' کے مدیر تھے۔ بعدازاں وہ سری نگر کی پارلیمانی نشست سے بھی 1972ء میں پارلیمنٹ ممبر منتخب ہوئے۔ سال 1980ء میں وہ انتقال کر گئے۔

عبدالستار رنجور

کیگام کے ایک مشہور سیاسی رہنما تھے جو کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ سری نگر سے کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے اخبار ''ہمارا کشمیر'' کے ایڈیٹر رہے۔ وہ ایک بہترین شاعر تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ وہ سال 1990ء میں

نامعلوم بندوق برداروں کے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔

خواجہ غلام حسن خان

پنجورہ کے مشہور خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ غلام حسن خان صاحب 1955ء سے 1967ء تک حلقہ نارواو کی طرف سے بطورِ ایم، ایل، سی رہے۔ انہوں نے علاقہ شوپیان کے لئے تعلیم اور دیگر رفاعِ عامہ کے کاموں میں زبردست حصّہ لیا۔ سیب امبری کے ختم ہونے کے بعد انہوں نے Delicious اقسام کے سیب کو بڑھاوا دینے کے لئے زبردست محنت کی۔ علاقہ شوپیان میں ان کا خاندان میوہ صنعت خصوصی طور پر سیب کے ساتھ منسلک رہا۔ اُن کے دیگر افرادِ خانہ میں علاقہ غلام حیدر خان بھی بہت مشہور ہوئے جنہوں نے تجارت اور میوہ کاروبار کو فروغ دیا۔ (پنجورہ کے دیگر افراد کا ذکر میں نے اس کتاب میں پنجورہ گاؤں کے متعلق تذکرے میں کیا ہے۔)

پنڈت سروپ ناتھ 1947ء سے قبل ایک Forest Lessee تھے۔ لیکن بعد میں انہوں نے سیاست کے ساتھ بھی ناطہ جوڑا۔ جب غلام قادر بیگ رجسٹرار کواپریٹیو ہوگئے تو اُسی اثناء میں پنڈت سروپ ناتھ نے Forest Labourer's Socity کا قیام عمل میں لایا۔ بعد میں عبدالعزیز زرگر بھی اس سوسائٹی کے ساتھ جُڑ گئے۔ سوسائٹی کے ساتھ جو باقی افراد جُٹ گئے۔ اُن میں علیال پورہ کے محمد شفیع خان اور غلام نبی ملک قابلِ ذکر ہیں۔ اب بات یہ چلی کہ پنڈت سروپ ناتھ جی کو ایم، ایل، اے نامزد کیا جائے۔ لیکن ہوا یہ کہ اُسی روز علی محمد تحصیلدار بٹہ پورہ آگئے اور سروپ ناتھ جی کے ہمسایہ گان خضر محمد شیخ، عبدالغنی ملک، اور محمد عبداللہ مجوزہ بقایاداری کے لئے داؤ پر لگے۔ اُن پر ظلم وستم ہوا۔ پنڈت سروپ ناتھ یہ برداشت نہ کرسکے اور انہوں نے تحصیلدار مذکور کی مار پٹائی کی۔ یعنی مرزا افضل بیگ مشیر مال ناراض ہوگئے اور اس طرح سے پنڈت سروپ ناتھ کا معاملہ دھرے کا دھرا رہ گیا۔ حالانکہ دوسری جانب اچھہ بل کے لئے پنڈت جانکی ناتھ ککرو

کو ایم ، ایل ،اے اچھہ بل نامزد کیا گیا۔ بعد میں سال 1953ء میں پنڈت جی نیشنل کانفرنس سے علاحدہ ہوگئے۔لیکن سال 47-1945ء سے 1951ء تک وہ ایمرجنسی ایڈمنسٹریٹر رہے۔



سال 78-1977ء شوپیان کے لئے سیاسی طور نہایت ہی نازک اور خلفشاری کا سال رہا۔ پنڈت سروپ ناتھ کی سربراہی میں شوپیان کو ضلع کا درجہ دینے کے لئے ایک ہمہ گیر ایجی ٹیشن شروع ہوئی ۔شوپیان اور اُس کے اطراف واکناف میں مسلسل ساڑھے تین مہینے تک ہڑتال جاری رہی جو کہ ایک ریکارڈ ہے۔لیکن اس مشہور ایجی ٹیشن کے باوجود بھی نیشنل کانفرنس کی حکومت نے شوپیان کو نظرانداز کیا اور سال 1978ء میں پلوامہ کو ضلع کا درجہ دیا گیا۔ اس فیصلے کے نتیجے میں نیشنل کانفرنس پارٹی کو زبردست مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کے شیخ محمد عبداللہ کے ساتھ اہلِ شوپیان نے ناراضگی جتائی ۔ پنڈت سروپ ناتھ جی یہاں کے نہایت ہی پُر جوش سیاستدان تھے۔ اس ایجی ٹیشن میں آنسو گیس کا گولہ لگنے سے بٹہ پورہ شوپیان کے ایک پنڈت طالب علم پورن کمار قندہاری ہلاک ہوگئے ۔ یہ سانحہ علاقہ شوپیان کے لئے نہایت ہی غم ناک اور اندوہناک معاملہ تھا اور بعد میں وہ جگہ جہاں وہ ہلاک ہوئے کو اُن کے نام پر بہ طورِ یادگار ''پُورن چوک'' رکھا گیا۔نومبر 1990ء میں پنڈت سروپ ناتھ جموں میں انتقال کر گئے ۔ وہ ہمیشہ عوام کے مسائل حل کرنے میں پیش پیش رہے۔سیاست بھی ایک عجیب کھیل ہے۔



شیخ غلام رسول (المعروف ریشہ گورمل)

پیشے سے ایک ٹیلر ماسٹر تھے کو بطور ممبر کانسٹی چوئنسٹ اسمبلی Constituent

Assembly نامزد کیا گیا۔ وہ نیک سیرت اور شریف النفس انسان تھے۔ انہوں نے سال 1951ء سے سال 1957ء تک بہ طورِ ایم ایل اے اور اس کے بعد سال 1958ء سے سال 1962ء تک بطورِ ایم، ایل، سی کام کیا۔ سال 1997ء میں انتقال کر گئے۔ نہایت ہی بااخلاق اور ایماندار تھے۔ اقتدار کے دوران انہوں نے کوئی بھی نجی جائیداد نہیں بنائی بلکہ ایک عام اور سادہ انسان کی طرح اپنی زندگی بسر کی۔ چند سال قبل اُن کے فرزند مظفر احمد بھی انتقال کر گئے۔

عبدالمجید بانڈے

بانڈے خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ محمد خلیل بانڈے جو خود بھی سیاست سے وابستہ تھے اُن کے والد گرامی تھے۔ بخشی غلام محمد نے ان کو ایم، ایل اے بنانے کے لئے چناؤ لڑنے کے لئے تیار کیا اس سے پہلے وہ محکمہ اگریکلچر میں بی، ڈی، او کے عہدے پر تعینات تھے۔ وہ سال 1966ء تک ایم، ایل، اے شوپیان رہے۔ بعد ازاں 1972ء میں انہوں نے حلقہ شوپیان سے کانگریس کے اُمیدوار کی حیثیت سے چناؤ لڑا اور اپنے مدّ مقابل عبدالستّار رنجور اور جماعت اسلامی کے اُمیدواروں کو ووٹوں کی بھاری اکثریت سے شکست دی۔ اُنہوں نے علاقہ شوپیان کے ترقیاتی کاموں میں بھرپور حصّہ لیا۔ وہ لوگوں کی ہر وقت مدد کرتے تھے اور لوگوں میں ہر دِل عزیز تھے۔ 1991ء میں وہ نامساعد حالات کی بناء پر گولیوں کے نشانہ بنے اور انتقال کر گئے۔ نامساعد حالات کی وجہ سے اُن کے جواں سال فرزند عبدالناصر بانڈے کو بھی موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ اب ان کے فرزند محمد شفیع بانڈے نے بھی اپنے والد کی طرح سیاست میں قدم رکھا اور پہلے کانگریس اور بعد ازاں پی، ڈی، پی کے ساتھ منسلک رہے۔ 2008ء میں انہوں نے حلقہ شوپیان سے کانگریس کے اُمیدوار کی حیثیت سے اسمبلی چناؤ لڑا۔ عبدالرحمٰن ٹکرو جو پیشہ سے ایک درزی تھے۔ ٹکرو گاؤں سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ عبدالستّار رنجور کے قریبی ساتھیوں میں شمار

ہوتے تھے۔ 2005ء میں ان کو ایم، ایل، سی نامزد کیا گیا اور کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے ایک سرگرم کارکن رہے۔ کچھ سال پہلے انتقال کر گئے۔

شیخ محمد منصور

سابقہ محاذ رائے شماری کے ایک اہم لیڈر تھے وہ کچھ ڈورہ شوپیان کے شیخ خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کے والد خضر محمد شیخ اپنے وقت کے رئیس تھے۔ شیخ محمد منصور 1977ء سے لے کر 1990ء تک شوپیان کے ایم، ایل اے رہے لیکن 1990ء میں وہ دہشت پسندوں کی گولی کے شکار ہوئے۔ اس حملے میں اُن کے برادر شیخ محمد یونس بھی زخمی ہوئے تھے۔ بعد ازاں اُن کے فرزند شیخ محمد رفیع 1996ء کے انتخابات میں شوپیان سے نیشنل کانفرنس کے اُمیدوار کی حیثیت سے کامیاب رہے اور اس طرح سے بطورِ ایم، ایل، اے شوپیان کی نمائندگی کی۔

غلام حسن خان

شوپیان کے ایک پُرجوش سیاسی کارکُن ہیں۔ بہت مدّت تک وہ کانگریس تنظیم کے ساتھ وابستہ رہے۔ سال 2002ء میں وہ پی، ڈی، پی کے اُمیدوار کی حیثیت میں حلقہ شوپیان سے کامیاب ہوئے۔ وہ مفتی محمد سعید کی مخلوط وزارت میں وزیرِ مملکت برائے سماجی بہبود بنائے گئے۔

عبدالرزاق وگے زورہ

زورہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ 2008ء کے اسمبلی انتخاب میں پی، ڈی، پی کی طرف سے حلقہ شوپیان کے ایم، ایل اے منتخب ہوئے اور برابر چھ سال تک رہے۔

محمد یوسف بٹ ایڈوکیٹ

نے بھی شوپیان حلقہ کی طرف سے پی، ڈی، پی کے اُمیدوار کی حیثیت سے انتخاب لڑا اور اس طرح پی، ڈی، پی حکومت گرنے تک وہ بطورِ ایم، ایل اے شوپیان رہے۔ 2014ء کے اسمبلی انتخاب میں انہوں نے انڈین نیشنل گانگریس کے اُمیدوار محمد

شفیع بانڈے اور آزاد اُمیدوار شبیر احمد کلے کو ہرایا۔

پنڈت ریشی دیو

شوپیان کے ایک گاؤں زینہ پورہ میں پیدا ہوئے۔ وہ کانگریس پارٹی کے ایک ہر دِل عزیز لیڈر رہتے تھے۔ انہوں نے اس علاقے کے عوام کی زبردست خدمت کی ہے اور اکثر و بیشتر دفتروں میں لوگوں کے مسائل حل کرنے میں پیش پیش رہتے تھے۔ ان کو بڑے احترام و عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

فروٹ ایسوسی ایشن شوپیان

پرانی فروٹ ایسوسی ایشن کرشن لال، پنڈت جانکی ناتھ بٹہ پورہ اور خواجہ عبدالغنی دیوان نے قائم کی۔ پہلے اس میوہ صنعت کے ساتھ کچھ ڈورہ کے شیخ، چوگام کے دیوان اور پنجورہ کے خان شامل تھے لیکن بعد میں یہ صنعت ترقی کرتی گئی اور اس صنعت کے ساتھ کم از کم جُزوی یا کُلی طور ضلع شوپیان کا ہر فرد شامل ہوگیا۔ پہلے پہل سوپور میں منڈی قائم کرنے کے لئے اہل سوپور نے تگ و دو شروع کی۔ لیکن اہلِ شوپیان کے لئے منڈی کا قیام ایک نہایت ہی مشکل کام تھا۔ وجہ یہ تھی کہ جموں پٹھانکوٹ، امرتسر اور دلی میں پہلے ہی منڈیاں قائم تھیں۔ لیکن اصل میں سال 1966ء میں اہلِ شوپیان نے عزم کیا کہ میوہ منڈی کا قیام شوپیان میں ہی ہونا چاہیے۔ ہارٹی کلچر فروٹ مارکٹنگ کے سابق ڈائریکٹر کی خواہش تھی کہ منڈی آرہ ہامہ کے نزدیک ہی قائم ہو۔ لیکن اراضی دستیاب نہ تھی۔ اس طور پہلے پہل موہن لال گھڑی ساز اور نرنجن ناتھ سے ایک کنال اراضی لی گئی جس کا زرِ ثمن 45 ہزار روپے ایسوسی ایشن نے ادا کیا۔ اس منڈی کا باضابطہ افتتاح سال 2006ء میں ہوا۔ یہ منڈی بہت کامیاب رہی۔ مگر آرہامہ کی منڈی سے ٹریفک کا مسئلہ پیدا ہوا اور دن بھر ٹریفک جام ہوتا تھا اور لوگوں کو آمد و رفت میں زبردست مشکلات آڑے آ گئے۔ اس طرح یہ منڈی پوری طرح ریثبی آرہ کے کنارے اگلر منتقل ہوئی اور تقریباً 500 کنال اراضی پر محیط ہے۔ پہلے اس منڈی

ہوتے تھے۔2005ء میں ان کو ایم، ایل، سی نامزد کیا گیا اور کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے ایک سرگرم کارکن رہے۔ کچھ سال پہلے انتقال کر گئے۔

شیخ محمد منصور

سابقہ محاذ رائے شماری کے ایک اہم لیڈر تھے وہ کچھ ڈورہ شوپیان کے شیخ خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کے والد خضر محمد شیخ اپنے وقت کے رئیس تھے۔ شیخ محمد منصور 1977ء سے لے کر 1990ء تک شوپیان کے ایم، ایل اے رہے لیکن 1990ء میں وہ دہشت پسندوں کی گولی کے شکار ہوئے۔ اس حملے میں اُن کے برادر شیخ محمد یونس بھی زخمی ہوئے تھے۔ بعد ازاں اُن کے فرزند شیخ محمد رفیع 1996ء کے انتخابات میں شوپیان سے نیشنل کانفرنس کے اُمیدوار کی حیثیت سے کامیاب رہے اور اس طرح سے بطورِ ایم، ایل، اے شوپیان کی نمائندگی کی۔

غلام حسن خان

شوپیان کے ایک پُر جوش سیاسی کارکن ہیں۔ بہت مدّت تک وہ کانگریس تنظیم کے ساتھ وابستہ رہے۔ سال 2002ء میں وہ پی، ڈی، پی کے اُمیدوار کی حیثیت میں حلقہ شوپیان سے کامیاب ہوئے۔ وہ مفتی محمد سعید کی مخلوط وزارت میں وزیرِ مملکت برائے سماجی بہبود بنائے گئے۔

عبدالرزاق وگے زورہ

زورہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ 2008ء کے اسمبلی انتخاب میں پی، ڈی، پی کی طرف سے حلقہ شوپیان کے ایم، ایل اے منتخب ہوئے اور برابر چھ سال تک رہے۔

محمد یوسف بٹ ایڈوکیٹ

نے بھی شوپیان حلقہ کی طرف سے پی، ڈی، پی کے اُمیدوار کی حیثیت سے انتخاب لڑا اور اس طرح پی، ڈی، پی حکومت گرنے تک وہ بطورِ ایم، ایل اے شوپیان رہے۔ 2014ء کے اسمبلی انتخاب میں انہوں نے انڈین نیشنل کانگریس کے اُمیدوار محمد

شفیع بانڈے اور آزاد اُمیدوار شبیر احمد کلے کو ہرایا۔

پنڈت ریشی دیو

شوپیان کے ایک گاؤں زینہ پورہ میں پیدا ہوئے۔ وہ کانگریس پارٹی کے ایک ہر دلِ عزیز لیڈر رہتے تھے۔ انہوں نے اس علاقے کے عوام کی زبردست خدمت کی ہے اور اکثر و بیشتر دفتروں میں لوگوں کے مسائل حل کرنے میں پیش پیش رہتے تھے۔ ان کو بڑے احترام و عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

فروٹ ایسوسی ایشن شوپیان

پرانی فروٹ ایسوسی ایشن کرشن لال، پنڈت جانکی ناتھ بٹہ پورہ اور خواجہ عبدالغنی دیوان نے قائم کی۔ پہلے اس میوہ صنعت کے ساتھ کچھ ڈورہ کے شیخ، چوگام کے دیوان اور پنجورہ کے خان شامل تھے لیکن بعد میں یہ صنعت ترقی کرتی گئی اور اس صنعت کے ساتھ کم از کم جُزوی یا کُلی طور ضلع شوپیان کا ہر فرد شامل ہوگیا۔ پہلے پہل سوپور میں منڈی قائم کرنے کے لئے اہل سوپور نے تگ و دو شروع کی۔ لیکن اہلِ شوپیان کے لئے منڈی کا قیام ایک نہایت ہی مشکل کام تھا۔ وجہ یہ تھی کہ جموں پٹھانکوٹ، امرتسر اور دلی میں پہلے ہی منڈیاں قائم تھیں۔ لیکن اصل میں سال 1966ء میں اہلِ شوپیان نے عزم کیا کہ میوہ منڈی کا قیام شوپیان میں ہی ہونا چاہیے۔ ہارٹی کلچر فروٹ مارکٹنگ کے سابق ڈائریکٹر کی خواہش تھی کہ منڈی آرہ ہامہ کے نزدیک ہی قائم ہو۔ لیکن اراضی دستیاب نہ تھی۔ اس طور پہلے پہل موہن لال گھڑی ساز اور نرنجن ناتھ سے ایک کنال اراضی لی گئی جس کا زرِ ثمن 45 ہزار روپے ایسوسی ایشن نے ادا کیا۔ اس منڈی کا باضابطہ افتتاح سال 2006ء میں ہوا۔ یہ منڈی بہت کامیاب رہی۔ مگر آرہامہ کی منڈی سے ٹریفک کا مسئلہ پیدا ہوا اور دن بھر ٹریفک جام ہوتا تھا اور لوگوں کو آمد و رفت میں زبردست مشکلات آڑے آگئے۔ اس طرح یہ منڈی پوری طرح ریشی آرہ کے کنارے اگلر منتقل ہوئی اور تقریباً 500 کنال اراضی پر محیط ہے۔ پہلے اس منڈی

ہوتے تھے۔ 2005ء میں ان کو ایم، ایل، سی نامزد کیا گیا اور کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے ایک سرگرم کارکُن رہے۔ کچھ سال پہلے انتقال کر گئے۔

شیخ محمد منصور

سابقہ محاذ رائے شماری کے ایک اہم لیڈر تھے وہ کچھ ڈورہ شوپیان کے شیخ خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کے والد خضر محمد شیخ اپنے وقت کے رئیس تھے۔ شیخ محمد منصور 1977ء سے لے کر 1990ء تک شوپیان کے ایم، ایل اے رہے لیکن 1990ء میں وہ دہشت پسندوں کی گولی کے شکار ہوئے۔ اس حملے میں اُن کے برادر شیخ محمد یونس بھی زخمی ہوئے تھے۔ بعدازاں اُن کے فرزند شیخ محمد رفیع 1996ء کے انتخابات میں شوپیان سے نیشنل کانفرنس کے اُمیدوار کی حیثیت سے کامیاب رہے اور اس طرح سے بطورِ ایم، ایل، اے شوپیان کی نمائندگی کی۔

غلام حسن خان

شوپیان کے ایک پُر جوش سیاسی کارکُن ہیں۔ بہت مدّت تک وہ کانگریس تنظیم کے ساتھ وابستہ رہے۔ سال 2002ء میں وہ پی، ڈی، پی کے اُمیدوار کی حیثیت میں حلقہ شوپیان سے کامیاب ہوئے۔ وہ مفتی محمد سعید کی مخلوط وزارت میں وزیرِ مملکت برائے سماجی بہبود بنائے گئے۔

عبدالرزاق وگے زورہ

زورہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ 2008ء کے اسمبلی انتخاب میں پی، ڈی، پی کی طرف سے حلقہ شوپیان کے ایم، ایل اے منتخب ہوئے اور برابر چھ سال تک رہے۔

محمد یوسف بٹ ایڈوکیٹ

نے بھی شوپیان حلقہ کی طرف سے پی، ڈی، پی کے اُمیدوار کی حیثیت سے انتخاب لڑا اور اس طرح پی، ڈی، پی حکومت گرنے تک وہ بطورِ ایم، ایل اے شوپیان رہے۔ 2014ء کے اسمبلی انتخاب میں انہوں نے انڈین نیشنل کانگریس کے اُمیدوار محمد

شفیع بانڈے اور آزاد اُمیدوار شبیر احمد کلے کو ہرایا۔

پنڈت ریشی دیو

شوپیان کے ایک گاؤں زینہ پورہ میں پیدا ہوئے۔ وہ کانگریس پارٹی کے ایک ہر دِل عزیز لیڈر رہتے۔ انہوں نے اس علاقے کے عوام کی زبردست خدمت کی ہے اور اکثر و بیشتر دفتروں میں لوگوں کے مسائل حل کرنے میں پیش پیش رہتے تھے۔ ان کو بڑے احترام و عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

فروٹ ایسوسی ایشن شوپیان

پرانی فروٹ ایسوسی ایشن کرشن لال، پنڈت جانکی ناتھ بٹہ پورہ اور خواجہ عبدالغنی دیوان نے قائم کی۔ پہلے اس میوہ صنعت کے ساتھ کچھ ڈورہ کے شیخ، چوگام کے دیوان اور پنجورہ کے خان شامل تھے لیکن بعد میں یہ صنعت ترقی کرتی گئی اور اس صنعت کے ساتھ کم از کم جُزوی یا کُلی طور ضلع شوپیان کا ہر فرد شامل ہوگیا۔ پہلے پہل سوپور میں منڈی قائم کرنے کے لئے اہل سوپور نے تگ و دو شروع کی۔ لیکن اہلِ شوپیان کے لئے منڈی کا قیام ایک نہایت ہی مشکل کام تھا۔ وجہ یہ تھی کہ جموں پٹھانکوٹ، امرتسر اور دلی میں پہلے ہی منڈیاں قائم تھیں۔ لیکن اصل میں سال 1966ء میں اہلِ شوپیان نے عزم کیا کہ میوہ منڈی کا قیام شوپیان میں ہی ہونا چاہیے۔ ہارٹی کلچر فروٹ مارکٹنگ کے سابق ڈائریکٹر کی خواہش تھی کہ منڈی آرہ ہامہ کے نزدیک ہی قائم ہو۔ لیکن اراضی دستیاب نہ تھی۔ اس طور پہلے پہل موہن لال گھڑی ساز اور نرنجن ناتھ سے ایک کنال اراضی لی گئی جس کا زرِ ثمن 45 ہزار روپے ایسوسی ایشن نے ادا کیا۔ اس منڈی کا باضابطہ افتتاح سال 2006ء میں ہوا۔ یہ منڈی بہت کامیاب رہی۔ مگر آرہامہ کی منڈی سے ٹریفک کا مسئلہ پیدا ہوا اور دن بھر ٹریفک جام ہوتا تھا اور لوگوں کو آمد و رفت میں زبردست مشکلات آڑے آگئے۔ اس طرح یہ منڈی پوری طرح ریشی آرہ کے کنارے اگلر منتقل ہوئی اور تقریباً 500 کنال اراضی پر محیط ہے۔ پہلے اس منڈی

کی اس بات پر مخالفت ہوئی کہ سیلاب کی زد میں آسکتی ہے لیکن بعد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ اس میں Flood Protection Wall تعمیر کیا جائے۔ اس منڈی میں تقریباً 517 ٹریڈرس پلیٹ فارموں پر کام کرتے ہیں۔ ابھی دکانات باضابطہ طور الاٹ نہیں ہوئے ہیں۔ مئی سے لے کر دسمبر تک ہزاروں نوجوان اس منڈی میں کام کرتے ہیں اور اپنا گذارہ کرتے ہیں۔ اس منڈی کے قائم ہونے سے میوہ باغات کے مالکان کو اب مال کے لئے اچھا معاوضہ ملتا ہے۔ یہ منڈی روز افزوں ترقی پہ ہے جو پیر محمد امین کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے جو بحیثیت صدر فروٹ ایسوسی ایشن شوپیان نہایت ہی عزم واستقلال کے ساتھ رواں دواں ہے۔

ٹاؤن ایریا کمیٹی شوپیان

شوپیان کی ٹاؤن ایریا کمیٹی اپنے وقت کی ایک فعال کمیٹی رِہ چکی ہے جو قصبے کو صاف سُتھرا رکھنے میں رواں دواں تھی۔ اس کے سربراہوں میں مرحوم نذیر احمد میگنو، مرحوم عبدالرشید ملک اور غلام حسن خان شامل ہیں اس کمیٹی کے ایک فعال کارکن بٹہ پورہ کے پنڈت ناران جو تھے جو قصبے کو صاف ستھرا رکھنے میں ہمیشہ منہمک تھے۔ آج تک اس کمیٹی کو پنڈت ناران جو جیسا پھرتیلا، چُست اور فرض شناس ملازم نصیب نہ ہوا۔

اب اس وقت شوپیان میں میونسپل کمیٹی ہے جس میں 13 وارڈ ہیں ضلع میں 43 پٹوار حلقے اور 231 چھوٹے بڑے گاؤں شامل ہیں 2011ء کی مردم شماری کے مطابق ضلع کی کُل آبادی دو لاکھ چھیاسٹھ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔

کچھ خاص افراد دوکاندار

غلام محمد تورے المعروف (دودھ گلہ)

تمباکو فروخت کرتے تھے، اُن کا تمباکو کوالٹی کے لحاظ سے مشہور تھا۔ صاف اور شُدھ دودھ وغیرہ بھی فروخت کرتے تھے۔

غلام محی الدین تورے

دودھ اور ماشہِ کرائڈ (کلاڑی) کی مشہور دکان تھی جامع مسجد شوپیان کے پچھلے سِرے کے ساتھ ہی اُن کی دکان واقع تھی۔

عبدالرحمٰن ٹاک اور محمد عبداللہ ٹاک

پنساری کی ایک مشہور دکان چلارہے تھے جس میں وہ شربت اور یونانی ادویات وغیرہ فروخت کرتے تھے اس دکان کی ایک خاص بات یہ تھی کہ سودا نہایت ہی شدھ اور صاف ہوا کرتا تھا۔ یہ دکان علاقہ بھر میں مربہ ہی، عرقِ گلاب، خمیر بنفشی اور خمیر گلاب کے لئے مشہور تھی۔ اس تجارت کے ساتھ غلام محی الدین ملک بھی وابستہ رہے۔

غنی جودیوا

ایک نہایت ہی نیک اور سادہ دِل دکاندار تھے جو نہایت ہی اعلیٰ قسم کی پنیر فروخت کرتے تھے۔ اُن کی دکان علاقہ بھر میں پنیر کے لئے مشہور تھی۔

عبداللہ پونپر

جامع مسجد شوپیان کی پٹری پر یہ شخص سبزیوں کے بیج فروخت کرتا تھا۔ نہایت ہی نیک اور محنت کش تھا۔ صبح تا شام اسی مشغلہ میں تھوڑا بہت کما کر گزارہ کرتے تھے۔

عبدالعزیز میر آڈن در

ان کو مسکین بھی کہتے تھے، شاعری بھی کرتے تھے لیکن ان کے کلام کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ البتہ عبدالسلام میر آڈن در کو اس کا پورا کلام زبان زدنوک تھا۔ ایک بند ان سے سُنا ہے۔

یہ چانے خوابہ کوی تعبیر　　مغل روڈ بیہ سپد تعمیر
اُوس اُپس ژٲپس منز　　ڈُلہ نووہس زن اوس کنز
کچھ کھیاوہ نووہُس وَچھ چھم زلہِ نۓ
وُنہِ چھنہ بلہ نۓ بے کس غریب

کسی ہمسایہ نے شادی کی تقریب پر میر صاحب کو دعوت نہ دی تو انہوں نے

ایک طویل نظم لکھی۔:

اوس کھاندر بُتھی بیزارن

لیکن کافی کوشش کے باوجود راقم کو ان کی یہ نظم نہیں ملی۔

حبیب صوفی

یہ نانوائی کی مشہور دکان چلاتے تھے۔ان کے کلچے، باقر خوانی اور نان مشہور تھے ۔علاوہ ازیں ان کی بزازی اور پنساری کی دکانیں بھی تھیں۔ وہ اپنے وقت کے ایک اعلیٰ تاجر تھے اور تجارت میں روز افزوں ترقی کی بنا پر نہایت مشہور تھے۔ ان کے فرزند عبد العزیز صوفی ایک معروف تاجر تھے۔دوسرے فرزند غلام محمد صوفی ایڈوکیٹ ہیں۔

غلام قادر تورے

شوپیان میں سب سے پہلے اخبار فروخت کرنے والا شخص غلام قادر تورے تھے جو نہایت ہی پُر جوش سیاسی کارکن بھی تھا۔ وہ خودارا تنے تھے کہ کسی بھی سیاسی شخص کو خاطر میں نہیں لاتا تھا۔1965ء میں گرفتار ہوئے اور تقریباً ایک سال جیل کی ہوا کھانا پڑی۔

شمبھوناتھ تِکّو

بٹہ پورہ کے رہنے والے تھے۔نہایت ہی پُر خلوص اور ملنسار تھے، پرانے K.M.D اڈّہ کے متصل اُن کی بزازی اور پنساری کی دکان بہت ہی مشہور تھی۔

عبدالغنی تورے اور غلام قادر تورے

شوپیان کے تورے خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ بزازی کا تجارت کرتے تھے اور اُن کی دکان شوپیان کے بازار میں نہایت ہی مشہور تھی۔

عبدالغنی مانتو

مانتو خاندان کے کم وبیش سب ہی افراد تجارت سے وابستہ تھے۔مرحوم عبدالغنی مانتو کی جوتے کی دکان کرالہ مسجد کے ساتھ ہی واقعہ تھی۔اُن کے ساتھ غلام محمد سوداگر بھی

جوتے کا تجارت کرتے تھے جونئی مسجد کے ساتھ ہی رہائش پذیر تھے۔

عبدالقادر دیوان

دیوان خاندان چوگام کے چشم و چراغ تھے۔ میوے کا کاروبار کرتے تھے۔ نہایت ہی علم دوست اور غریب پرور تھے۔ 1966ء میں برق گرنے سے اُن کا انتقال ہوگیا۔

عبدالغنی مینگنو

یہ شوپیان کے ایک معزز اور معتبر شخص تھے۔ اکثر و بیشتر معاملاتِ علاقہ میں شامل رہے۔ سال 1958ء میں انتقال کر گئے۔

عبدالرزاق ٹینگ

شوپیان کے ایک آسودہ حال اور امیر شخص تھے لیکن بعد میں قبائلی حملے اور آگ کی واردات سے اُن کی مالی حالت خستہ ہوگئی۔

غلام حسن ملک

پیشہ سے عرائض نویس تھے۔ دستار اور وضعدار لباس پہنتے تھے۔ نہایت ہی ملنسار اور خوش اخلاق انسان تھے۔

عبدالرحمٰن تورے

شوپیان ٹاک محلّہ ایک شریف النفس اور اعلیٰ قدروں کے مالک تھے۔

عبدالرشید ملک

شوپیان کے مشہور سیاسی کارکن تھے، کئی بار جیل گئے۔ ان کے دو فرزند منظور احمد ملک اور جاوید احمد ملک حال ہی میں فوت ہوگئے۔

ڈاکٹر روگھناتھ ہالی

ڈاکٹر روگھناتھ ہالی شوپیان میں پلے بڑے اور جیسے یہی کے ہوگئے۔ وہ یہاں پر انگریزی دوائیوں کی دکان ٹاک مسجد کے ساتھ ہی بازار میں چلایا کرتا تھا۔ ڈاکٹر ہالی

نے ساٹھ سال کے عرصہ سے زیادہ وقت تک یہاں کے لوگوں کا علاج ومعالجہ کرتے رہے۔ ڈاکٹر موصوف علاج ومعالجہ اور بیماریوں کی صحیح تشخیص کرنے کے ماہر تھے۔ وہ بیماروں سے کوئی فیس وصول نہ کرتے۔ بلکہ اکثر غریب اور مفلوک الحال بیماروں اور بیوہ بیماروں کو دوائیاں مفت دیتے تھے۔ محمد اکبر ملک نے بھی اشرف میڈیکل ہال کے نام سے دوائیوں کی دکان کھولی تھی جہاں پر وہ بیماروں کا علاج کرتے تھے۔ وہ ایک مشہور RMP ہے۔ بعد ازاں محمد عبداللہ ملک نے بھی انگریزی ادویات کی دکان کھولی اور اسی پیشہ سے منسلک رہے۔

ماسٹر رام چند بٹ

آپ شمسی پورہ شوپیان میں رہتے تھے۔ ایک اچھے قابل استاد تھے۔ سر پر زردی مائل پگڑی اور ہاتھ میں بڑا عصیٰ ہوتا تھا۔ کھدر کی قمیض اور پاجامہ اور واسکٹ پہنتے تھے۔ سکول میں اُن کا نظم وضبط بڑا ہی مشہور تھا۔ وہ اپہلے استاد ہیں جو کشمیر رسم الخط سے واقف تھے۔ لیکن اُن کو کوئی پذیرائی حاصل نہیں ہوئی۔

موہن لال

جو بٹہ پورہ کے سکونت پذیر تھے نے بھی بازار میں ایک میڈیکل دکان کھولی اور لوگوں کو مناسب اور سستے داموں پر دوائیاں فروخت کرتا تھا۔

غلام نبی شاہ

شوپیان میں غلام نبی شاہ نے بھی اوّلاً انگریزی دوائیوں کی دکان کھولی اور جس کا نام منصور میڈیکل ہال تھا۔ لیکن چند سال کے بعد ہی چند ناگزیر وجوہات کی بناپر بند ہوا۔

پنڈت راھا کرشن

شوپیان میں صبدی پورہ کے نزدیک پنڈت رادھا کرشن نے دریائے سنگلو پر تیلِ سیاہ کی ایک مشین جو پانی سے چلتی تھی کا قیام عمل میں لایا اور کولہو بیل کے بجائے پانی

سے یہ چلنے والی مل سرسوں اور السی کا کچی گھانی تیل فروخت کرتا تھا۔ آج کل ایسے شُدّھ اور غیر ملاوٹی تیلِ سیاہ کا ملنا محال ہے۔

محمد رمضان سوداگر

گاگرن کی طرف جانے والی سڑک کے ساتھ ایک چنار درخت کے عقب میں پکوڑیاں بنا کر بیچتا تھا۔ وہ اپنے اس کام میں بہت ماہر تھا۔ نہایت ہی غریب اور محنت کش تھا۔ انتقال سے قبل اپنی دکان ٹین مسجد کے حق میں بطورِ صدقۂ جاریہ وقف کی۔

گاشہ بیب

یہ خاتون سری نگر سے آکر شوپیان میں رہائش پذیر ہوئی جو زچہ بچہ دونوں کی خدمت گزاری میں مشہور تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ قصبہ میں کوئی خاتون ڈاکٹر یا ماہر امراضِ خواتین موجود نہ تھا۔ لیکن اس نے اس میں بہت نام کمایا تھا۔ اکثر حاملہ خواتین اُن کے زیرِ ہدایت رہتی تھیں۔

نفیسہ آپا

نفیسہ آپا ٹاک محلّہ کی ایک معزز خاتون تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اِسے ایک صفت عطا کی تھی کہ وہ ''ونہ ون'' یعنی کشمیری رؤف فی البدیہہ کہتی تھی۔ اکثر شادیوں میں وہ خود ''رؤف'' بنا کر دیگر خواتین کو ترغیب دیتی تھی۔ محمد ایوب بیتابؔ مرحوم اُن کے بارے میں کچھ تفصیل کے ساتھ لکھنے کے آرزومند تھے۔ لیکن اُن کے ارتحال کے سبب وہ یہ کام پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا سکے۔ شاید کچھ مواد اُن کے پاس ہوگا علم نہیں۔

عبدالاحد شیخ المعروف احد بوئے

یہ ایک نہایت شریف اور محنتی آدمی تھا۔ ماہِ صیام میں لوگوں کو سحری کے لئے جگاتے تھے۔ میتوں کے لئے قبر کھودنا بھی اس کا پیشہ تھا۔ بارش ہو یا برف یہ شخص خدمتِ

خلق کے لئے پیش پیش ہوتا تھا۔

شیخ خاندان

کنی پورہ سے پہلے ایک چھوٹا سا گاؤں باغندر آتا ہے۔ یہاں شیخ خاندان کے بیشتر مکانات ہیں اس خاندان کے چیدہ افراد میں مرحوم حبیب اللہ شیخ، مرحوم عبدالعزیز شیخ اور گُل محمد شیخ تھے۔اسی کے خانوادہ سے عبداللہ شیخ المعروف عبلٰی شیخ مرحوم تھے جو کہ ایک سرگرم سیاسی کارکن تھے۔ یہ اپنے وقت کا ایک مشہور تاجر گھرانہ تھا۔گلزار احمد شیخ جو ایک معروف تاجر ہیں اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

کانٹھہ رام

ٹیچرس ٹریننگ اسکول میں بطورِ Cook کے کام کرتا تھا۔نہایت ہی سادہ اور خوش اخلاق آدمی تھا۔ اگر کسی مسلمان کو پنڈتوں کے لئے دعوت کا اہتمام کرنا ہوتا تو ضرور کانٹھہ رام ہی پکوان تیار کرتا تھا۔

وازوان یا عمدہ مطبخ

اوّلاً شوپیان میں ہرہ گام کے غلام محمد وازہ بڑے معروف آشپاز تھے۔لیکن کچھ دیر بعد سری نگر کے ایک آشپاز غلام احمد وازہ سری نگر سے ہجرت کر کے یہاں رہائش پذیر ہو گئے۔ وہ اپنے فرزند اور فرزندِ نسبتی عبدالغفار کے ساتھ اس پیشہ سے منسلک ہو گئے۔ بعدازاں کمار خاندان کے محمد صدیق کمہار نے باضابطہ طور یہ پیشہ اختیار کیا اور عبدالرزاق کمہار بھی ایک اچھے آشپاز کی حیثیت میں اُبھر آئے۔ بیگ خاندان کے کئی افراد بھی وازوان کے پیشہ سے وابستہ تھے۔

گنگا سنگھ

یہ شخص شوپیان کا ایک مشہور راجپوت زمیندار تھا۔ یہ اصل میں سعید پورہ بالا شوپیان میں رہائش پذیر تھا۔اس کے ایک حریف ''کالو پھامڑا'' تھا جس کے ساتھ وہ عمر

بھر مقدمات میں مشغول رہا۔ آپسی عداوت اور چپقلش کی بنا پر سارا سرمایہ ضائع کر دیا۔ کالو خان پھامڑا کے پاس بھی اپنے حلیفوں کی ایک بڑی جماعت تھی جو گنگا سنگھ کے لئے دردِ سر بنے تھے۔

بلدیو سنگھ

ان کی شوپیان میں Hosiery کی ایک بڑی دکان تھی اور ایک مشہور تاجر تھے۔ لیکن 1978ء کی ہولناک آگ سے ان کا سارا اثاثہ خاکستر ہو گیا اور اُن کا خاندان تتر بتر ہو گیا۔ اب ان کا پسر باشی رام جموں میں رہائش پذیر ہے۔ لیکن چند سال قبل وہ بھی فوت ہو گئے۔

کرشن لال

کی اصلی رہائش ٹاک محلّہ شوپیان میں تھی۔ نہایت ہی مشہور تاجر اور بیوپاری تھا۔ شوپیان کے بڑے بازار میں اُن کی بزازی کی ایک بڑی دکان تھی لیکن 1978ء کی ہولناک آگ سے اُن کا سارا اثاثہ جل گیا۔ ان کے فرزند ونود کمار نے نیا مکان گاگرن روڈ پر تعمیر کیا لیکن بعد میں وہ یہاں نہ رہے اور اس کو فروخت کر دیا۔

شیو جی نانوائی

یہ بٹہ پورہ کا رہنے والا تھا۔ ٹاک مسجد کے ساتھ ہی ان کی نانوائی کی دکان تھی۔ یہ نانوائی اکثر نان اور کلچے بنایا کرتا تھا اور تقریباً پانچ بجے تک روٹیاں بیچ کر اپنی دکان بند کر دیتا تھا۔

غلام رسول گنائی المعروف لسہ گنائی

شوپیان بازار میں غلام رسول گنائی کی دکان تھی وہ ایک آسودہ حال تاجر تھے۔ بعد میں انہوں نے بزازی اور پنساری کی دکان کھولی تھی جس کو اُن کے فرزند غلام محمد مرحوم چلاتے تھے۔ اُن کے باقی فرزند محمد خلیل اور غلام احمد گنائی کی بھی تجارت میں روز

افزوں ترقی پر تھے۔

محمد عبداللہ شاہ عرف عبدہوٹل

پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہوٹل کا کام شروع کیا۔ اُن کے ہوٹل کا نام مغل روڈ ہوٹل تھا جو پرانے بس سٹینڈ کے ایک طرف شاہراہ پر واقع تھا۔ بعدازاں قصبہ میں رفتہ رفتہ ہوٹل کھل گئے۔ اُن کے دوسرے برادر غلام حسن شاہ بھی مشہور تھے اور ٹاک مسجد کے ساتھ ہی دکانداری کرتے تھے۔

رحمان آہنگر اور شعبان آہنگر

ہسپتال روڈ پر واقع ایک قطعہ ''دوبِ داتھر'' کہلاتا ہے۔ بونہ گام کی طرف جاتے ہوئے آہنگری کی دکان چلاتے تھے۔ اس دکان کی عجیب بات یہ تھی اکثر لوگ اپنے ''یندرہ ٹلُو'' نکال کر سیدھا کرنے کے لئے لاتے تھے کیوں کہ اکثر خواتین سؤت کاتا کرتی تھیں۔ اس دکان کی بھٹّی ہمیشہ آگ سے دہکتی تھی۔ درانتی اور دیگر آلات کُشا ورزی بنانے میں یہ لوہار یدِ طوٗلیٰ رکھتا تھا۔

''دوبِ داتھر'' کے نیچے دھوبی لوگ آباد تھے یہ لوگوں کے کپڑے دھوتے تھے۔ لیکن عبدالغنی دھوبی ان میں مشہور تھا۔ یہ پیشہ آج پوری طرح ختم ہو چکا ہے۔ ایک وقت تھا جب ''دوبِ داتھر'' میں دھوبی اپنی بُھٹی چڑھاتا تھا اور مختلف رنگوں کے کپڑے رسیوں کے ساتھ باندھ کر آویزاں رکھتے تھے۔ ایک دلفریب نظارہ پیش کرتا تھا۔ لیکن اب یہ صرف ماضی کی یادیں ہیں۔ اب نہ دھوبی نظر آئے گا اور نہ ہی اُس کی بھٹی۔

بھانڈ اور بھانڈ پاتھر

شوپیان میں اس فن سے وابستہ کچھ خاندان امام صاحب میں تھے اور کچھ خاندان بل پورہ گاؤں جو رینبہ آرہ کے کنارے آباد ہے رہتے تھے۔ ان فن کاروں کے پاتھر خاص امام صاحب میں سالانہ اپنے فن کا مظاہرہ کرتے تھے۔ ہزاروں لوگ امام

صاحب میں آ کر اس فن سے لطف اندوز ہوتے تھے۔لیکن بل پورہ شوپیان میں اس فن کے آگے لے جانے میں مرحوم محی الدین بلپوری اور گلاب ملک بلپوری جو سانگس اور ڈرامہ ڈیوژن کے فن کار تھے کافی اچھا رول رہا ہے۔ان فن کاروں کی حوصلہ افزائی کے لئے ریڈیو کشمیر اور کلچرل اکیڈیمی نے وقتاً فوقتاً ان کو بلایا اور اُن کے فن کو سراہا۔لیکن دھیرے دھیرے اب یہ فن پوری طرح ختم ہو چکا ہے۔امام صاحب گاؤں کے فن کاروں کے اولادوں نے اب دوسرا پیشہ اختیار کیا ہے۔یہ لوگ مشکل سے اپنا گزارہ کرتے تھے اور تن ڈھانپنے کے لئے اُن کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔

ڈرامہ

شوپیان وہ جگہ ہے جہاں پر 1964ء میں ڈرامے سٹیج ہوئے اُس وقت متحدہ ضلع اننت میں صرف یہاں ڈرامہ آرٹسٹ پوری جانفشانی کے ساتھ اس فن کے ساتھ وابستہ رہے۔ہائر اسکنڈری شوپیان کے طلباء نے بھی جشنِ کشمیر کے موقع پر نہایت ہی سبق آموز ڈرامے رچائے۔بعدازاں اس مشن کو جاری وساری رکھنے کے لئے محمد احسن گندرو اور ترلوکی ناتھ پڈر پیش پیش رہے۔یہاں تک کہ محمد احسن گندرو کو پھر لوگ ''اپلم'' کے نام سے پکارنے لگے۔اُنہوں نے ''اپلم پان ہاؤس'' دکان بازار میں کھولا جو بہت دیر چلا اور مشہور رہا۔

پٹّو سازی

شوپیان میں چوں کہ برفباری زیادہ ہوتی ہے۔لہٰذا سرما آتے ہی لوگ لکڑی اور گرم پوشاک یعنی پٹّو (Tweed) بنانے میں لگ جاتے۔کشمیری چادر کے پٹّو کا یہاں بہت استعمال ہوتا تھا۔کئی خاندان اس پیشہ سے تعلق رکھتے تھے جن کو عرفِ عام میں رنگریز کہا جاتا ہے۔شوپیان میں پٹّو سازی کے لئے دو بھائی بہت مشہور تھے ایک کا نام احد رنگرا اور دوسرے کا نام مامہ کلو تھا۔یہ دونوں بھائی نہایت ہی محنت اور جانفشانی کے

ساتھ پٹّو تیار کرتے تھے۔ یہ لوگ اقتصادی طور بہت نیچے تھے۔ لہٰذا دھیرے دھیرے ان کے اولادوں نے یہ کام پوری طرح ترک کیا۔ اب نہ پٹّو بنانے والا ہے اور نہ رنگسازی کے لئے وہ بڑا برتن اور نہ ہی کشمیری چادر۔

احمد اللہ کلائی

شوپیان میں یہ ایک چھوٹے قد کا آدمی تھا۔ بچّے ان سے بہت ڈرتے تھے۔ یہ شخص قصائیوں سے بھیڑ کے پھیپھڑے لیتا اور کانگڑی میں بھون کر کھاتا تھا۔

احد گورو

یہ ایک صحت مند توانا شخص مال مویشی، گھوڑے، خچر اُڑا کر لے جاتا تھا۔ اگر کسی جگہ رہزنی یا چوری کا واقعہ ہوتا تو پولیس اس کو ایک دم لے جاتی۔ لیکن اکثر و بیشتر وہ پولیس کو چکمہ دینے میں کامیاب رہتا تھا۔ آخر میں وہ ہڈیوں کی بیماری سے انتقال کر گئے۔ اُن کے فرزندان نے کبھی یہ پیشہ اختیار نہیں کیا بلکہ تجارت کر کے اپنا گزارہ کرتے ہیں۔

عبدالعزیز نائک

بوزگام شوپیان کے ایک جوشیلے سیاسی کارکن تھے۔ 1953ء میں جو کچھ ہوا اس کی زبردست مخالفت کی اعداء کی حیلہ رانیوں کا شکار ہو کر شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

سلام محمد ملک

چیک سعید پورہ کا رہنے والا تھا۔ جرمنی جنگ میں بطورِ سپاہی شامل ہوا تھا۔ ہر روز شوپیان باوردی، پتلون میں باضابطہ کریز Crease اور پالش سے چمکتا ہوا بوٹ پہن کر آتا تھا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی وہ نہایت ہی چُست اور صاف وردی میں ملبوس ہوتا تھا۔ 1966ء میں فوت ہوئے۔

نذیر احمد گتّو

نذیر احمد گتّو ایک پُر جوش اور انقلابی اُستاد تھے۔ سال 1983ء میں شوپیان

سے ایک ہفتہ وار اخبار ''شعلہ'' جاری کیا۔ لیکن حکومت وقت نے اُن پر شکنجہ کسا اور بند کیا۔ اُن کی دلیرانہ اور ولولہ انگیز جذبہ حکومت کے لئے ایک خطرہ بنا۔ اس طرح اُن کو سرکاری نوکری سے برخواست کیا گیا۔ کئی بار اُن کو جیل کی ہوا بھی کھانا پڑی۔

ڈاکٹر عبدالاعلیٰ

آپ چھانہ پورہ شوپیان میں مرحوم عبدالعزیز انزنو کے فرزند اوّل تھے۔ ابتدائی تعلیم شوپیان میں حاصل کی اور بعد میں میڈیکل کالج سری نگر سے ایم، بی، ایس کی ڈگری حاصل کی اور اچھے معالج کی حیثیت میں اُبھر آئے اور علاقہ کے ہر دلِ عزیز ڈاکٹر ہوگئے۔ جب ''الفتح'' نامی تنظیم پولیس کی نظروں میں آگئی تو اُن کو فوراً پابندِ سلاسل کر دیا گیا۔ 1975ء کے اندرا عبداللہ ایکارڈ کی زبردست مخالفت کی اور گرفتار ہوگئے۔ 1991ء میں وہ مظفر آباد ہجرت کر گئے اور وہیں رہائش اختیار کی۔ انہوں نے بطورِ معالج زبردست خدمات انجام دیں۔ ہزاروں مریضوں کا علاج بغیر فیس کے نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ کیا۔ مریضوں کے ساتھ اُن کا برتاؤ نہایت مشفقانہ اور رحم دلانہ تھا۔ السر کی بیماری سے اُن کی صحت خراب ہوئی اور بالآخر 23 رمئی 2017ء کو مظفر آباد کے ایک ہسپتال میں وفات پائی اور وہی مقامی قبرستان میں دفن ہوئے۔ وہ انتہائی شریف النفس اور پُر خلوص انسان تھے۔

عبدالاحد ٹھوکر

سعید پورہ شوپیان تے تعلق رکھتے ہیں۔ 1942ء کو محمد عبداللہ ٹھوکر کے گھر میں جنم لیا۔ کچھ دیر تک محکمہ تعلیم کے ساتھ منسلک رہے اور مشہور اساتذہ کرام سے اُن کا رابطہ ہوگیا۔ بعد میں علی گڑھ یونیورسٹی سے ایل، ایل، بی کی ڈِگری حاصل کی اور شوپیان کے ایک کامیاب ترین وکیل کی حیثیت سے اُبھرے۔ 1983ء میں مُسلم یونائیٹڈ فرنٹ کے اُمیدوار کی حیثیت سے اسمبلی چناؤ لڑا۔ اس میں دیگر مخالف اُمیدوار نیشنل کانفرنس کے شیخ

محمد منصور CPL کے عبدالرحمٰن ٹِکرو، دولت حسین ملک، نذیر احمد گتو اور محمد ایوب ملک بطورِ آزاد اُمیدوار میدان میں تھے۔ عبدالاحد ٹھوکر اس وقت جموں و کشمیر ہائی کورٹ میں وکالت کرر ہے ہیں۔

منوّر میر

منوّر میر آڈن در (ٹاک محلّہ) کے ایک صاحبِ ثروت شخص تھے۔ انہوں نے تحریکِ اہلِ حدیث میں بغیر کسے خوف کے کھلے طور بڑھ چڑھ کے حصّہ لیا۔ جب مولانا انور صاحب کے خلاف فوجداری مقدمہ مذہبی منافرت پھیلانے کے الزام میں دائر ہوا۔ تو شوپیان میں مولانا انور کو اس آزمائش کے وقت صرف دو افراد نے ساتھ دیا۔ ایک منوّر میر آڈن در تھے اور دوسرے احمد جو آسیاباں (آسیاباں فارسی میں گھراٹ چلانے والے کو کہتے ہیں) باقی خوف کے مارے گھروں میں ہی رِہ گئے کسی نے سچ بولنے یا حق کا ساتھ دینے کی جرأت نہ کی۔ منوّر میر کے تین پسران تھے۔ غلام محمد میر المعروف حاجی گلہ میر، عبدالغفار میر اور غلام محمد میر۔

عبدالغفور شوپیانی

اس عالم وفاضل کے بارے میں کوئی بھی جانکاری حاصل نہ ہوسکی۔ البتہ کہاجاتا ہے فارسی کے ایک مایہ ناز اہلِ قلم تھے۔ تصوّف کے بارے میں اُن کی کتابوں کے قلمی نسخے ریاست کے آثارِ قدیمہ محکمہ میں موجود ہیں۔

- پنج گنج (فارسی) 1306ھ-1885ء
- تصوّف اور عقیدہ اسلام (فارسی)
- کتاب رسول نامہ (فارسی)
- مناجات بر تصوّف 1316ھ-1895ء



علمائے کرام وشعراء

یہ سرزمین علمائے کرام کی آماجگاہ رہی ہے سرزمین شوپیان میں پہلی بار توحید وسنت کی آواز اُس وقت اُٹھی جب کہ چارسو شرکیات اور بدعات کی آندھی پوری طرح پھیل چکی تھی۔

مولانا محمد انورؔ شوپیانی

شوپیان سے ہی تحریک اہلِ حدیث (وہابی تحریک) سب سے پہلے آغاز ہوا لیکن مہاراجہ رنبیر سنگھ نے اس تحریک کو چابک دستی کے ساتھ آگے بڑھنے نہ دیا۔ مولانا انور صاحب کے خلاف متعدد مقدمات دائر کئے گئے۔ اور اس طرح سے وہ مخالفوں کی ریشہ دوانیوں کے شکار ہوئے۔ اُن کو کئی بار پابندِ سلاسل بنا دیا گیا لیکن وہ چٹان کی طرح ثابت قدم رہے۔ اُن کے خلاف پہلا فوجداری پرچہ اہلِ احناف نے اس الزام پر دیا کہ انہوں نے جامع مسجد شوپیان کے تقدس کو پامال کرنے کی خاطر ممبر پر بول براز کیا۔ یہ نازک مسئلہ اتنا بڑا کہ مولانا کو قتل کرنے کی سازش ہوئی۔ اس مقدمے میں وہ تن تنہا عدالت کے روبرو پیش ہوئے۔ ماسوائے دو افراد کے ایک تھے ٹاک محلّہ کے احمد جو آسیاں بان (آسیاں بان گھراٹ چلانے والے کو کہتے ہیں) اور دوسرے شخص

تھے محمد منور میر آڈن در۔ دوسری طرف قادیانیوں نے بھی اپنا مشن تیز کیا اور کئی مناظرے مابین علمائے اہلِ حدیث اور قادیانی جماعت ناسنور، شوپیان اور مالئو میں منعقد ہوئے۔ 1935ء میں مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا مہدی زمان خان (صوبہ سرحد) اور مولانا عبداللہ معمارؔ بھی شوپیان تشریف لائے۔

یہ تاریخی شخصیت اُسی سرزمین میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقامی مدرسے میں حاصل کی بعدازاں پنجاب تشریف لے گئے۔ واپسی پر توحید وسنت کا پرچار کیا۔ مخالفین نے اُن کا قافیہ حیات تنگ کیا اور کئی بار جیل کی ہوا کھانی پڑی۔ تحریک اہلِ حدیث کے بانی کاروں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ تقریباً 15 کتابوں کے مصنف ہیں جن میں تعلیم وسنت، تفسیر سورۃ یوسف (منظوم) دیوان انورؔ شوپیانی، بشارت المؤمنین اور نصیحۃ النسوان بہت مشہور ہیں۔ 1938ء میں وفات پاگئے۔ شوپیان کے فارسی شاعر خواجہ لسہ ملک ملہمؔ نے فارسی میں شایانِ شان مرثیہ لکھیا:-

اے زینت عیش شادمانی   وے فخر رموز نکتہ دانی
در فہمِ قرآن وہم احادیث   نے بود ترا نظیر وثانی
سال نقلش ز روئے ہجراں   آہ عالم بے نظیر ما شد
۱۳۵۹

مولانا عبدالغنی شوپیانیؒ

مولانا عبدالغنی شوپیانی مرحوم مولانا انورؔ شوپیانی کے فرزندِ اکبر تھے۔ آپ کا اصل نام عبدالغنی کنیت ابوالبشر اور تخلص منظور فرماتے تھے۔ ابتدائی تعلیم اس وقت کے رواج کے مطابق گلستان، بوستان اور پند نامہ عطار اپنے والد سے پڑھیں۔ لیکن 1908ء میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے اور مشہور عالم دین مولانا عبیدُ اللہ سیالکوٹی سے تفسیر، حدیث، فقہ، منطق، ادب اور صرف ونحو کی تعلیم

حاصل کی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مولانا ظفر علی خان کے والد منشی سراج الدین مرحوم جموں میں ڈاک وتار محکمے میں بہ سلسلہ ملازمت رہائش پذیر تھے اور اُن کے ہی مشورہ سے شہر سیالکوٹ کا انتخاب ہوا۔

مشہور نعت ''اسلام کس گولابس بیہہ سوئی بہارا ییہ نا'' بھی آپ نے ہی لکھی ہے۔ جو بہت مشہور ہوئی آپ اردو، فارسی اور کشمیری زبان میں 31 کتابوں اور رسائل کے مصنف ہیں۔ سال 1965ء میں بوجہ فالج آپ کا انتقال ہوا۔

مشہور واقعہ

مولانا کے انتقال کی خبر سنتے ہی لوگ جوق در جوق شوپیان آ گئے حالانکہ گذشتہ روز کافی برف باری ہوتی تھی۔ مرحوم منوّر میر کے فرزند عبدالغفار میر نے مولانا سے عقیدت کی بنا پر تابوت اور تختۂ غسل دیودار کی لکڑی کا بنوایا اور اسی میں میت کئی پورہ میں لحد تک لے گئے۔ بعد میں شوپیان کے مشہور رئیس ملک عبدالعزیز شاہ نے اللہ سے دعا کی کہ: ''اے اللہ یہ تابوت اور تختہ غسل میرے لئے ہی ان کے بعد نصیب ہو اور ایسا ہی ہوا کہ چند دن بعد عبدالعزیز شاہ کا انتقال ہوا اور اس تابوت میں مولانا کے بعد سب سے پہلا اُن ہی کو مقبرہ تک لیا گیا۔ اللہ مغفرت فرمائے۔

مولانا عبدالرشید شوپیانیؒ

مولانا عبدالرشید شوپیانی مرحوم مولانا انور صاحب کے فرزند دوم تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور بعد میں ان کے ساتھ توحید وسنت کے داعی بنے اور کشمیر کے اطراف واکناف میں وعظ خوانی کی۔ آپ کا وعظ پُر اثر ہوتا تھا۔ آپ نے کئی کتابیں لکھیں جس میں ''راہِ جنت توحید وسنت'' بہ صورتِ نظم 1954ء میں شائع ہوئی۔ لیکن اب یہ کتاب نایاب ہو چکی ہے۔ اکتوبر 1981ء میں ان کا انتقال ہوا۔

مولانا عبدالرشید کے فرزند ارجمند مولوی عبدالحکیم نے سرکاری نوکری کے بجائے تبلیغ

دین کو ہی ترجیح دی اور اس وقت اس مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔آپ مدرسہ محمدیہ میں بطورِ مدرس بھی کام کر رہے ہیں۔

مولانا عبدالحمید شوپیانیؒ

مولانا عبدالحمید شوپیانی مرحوم مولانا انور صاحب مرحوم کے فرزند سوم تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی لیکن بعد میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے امرتسر تشریف لے گئے جہاں سے انہوں نے تفسیر، حدیث، فقہ، نحو اور صرف میں پوری مہارت حاصل کی۔آپ مولانا داؤد غزنوی کے ہم عصر تھے۔امرتسر سے واپسی کے بعد اپنے والد گرامی کا مشن آگے لے جانے کا بیڑا اُٹھایا۔اور تقریباً پچاس سال تک تبلیغِ دین کا کام انجام دیا۔پُر اثر خطابت آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔16/دسمبر 1985ء کو انتقال فرمایا۔ (ہفت روزہ مسلم 30/جولائی 2018ء)

مولانا عبدالقیوم شوپیانیؒ

مولانا عبدالقیوم شوپیانی مرحوم مولانا عبدالغنی شوپیانی کے فرزندِ اوّل تھے۔ اپنے پرائے دونوں اُن کی خطابت، اندازِ بیان اور تکلّم کے مداح تھے۔ 11/اگست 1922ء کو بمقامِ شوپیان پیدا ہوئے۔ بعد ازاں اپنے چچا مولانا عبدالحمید جو مدرسہ غزنویہ امرتسر کے فارغ التحصیل تھے کی مصاحبت میں رہے اور اُن سے علم وحدیث، صرف ونحو اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔تھوڑے ہی عرصہ میں وہ اپنی پُر اثر خطابت اور بے لوث دینی خدمات کے باعث ممتاز علماء میں شمار ہونے لگے۔وہ 11/دسمبر 2007ء کو انتقال کر گئے۔ایک رسالہ "تسبیح وتہلیل" اردو زبان میں تحریر فرمایا۔

اُن کے فرزند اوّل مولوی عبدالحی شعبہ اقتصادیات (Econmes) کے لیکچرار تھے لیکن کچھ عرصہ صاحبِ فراش رہنے کے بعد وہ 13/جنوری 2017ء کو انتقال کر گئے۔

مولانا محمد بشیر شوپیانیؒ

مولانا عبدالغنی کے فرزند مولانا محمد بشیر 10 / اکتوبر 1924ء کو بمقام شوپیان پیدا ہوئے۔ اچھی عمر پا کر تقریباً ستر سال تک تبلیغ دین میں مصروف رہے۔ سال 1965ء میں اُن کو تقریباً ایک سال تک جموں کے سپیشل جیل میں بند کیا گیا۔ نامساعد حالات نے پھر 1990ء کو انہیں اذیت خانہ پہنچایا۔ لیکن اللہ کی نصرت آڑے ہاتھوں آئی۔ شام کو فوج اُن کے رسّی سے جکڑتے تھے صبح ہوتی تو مولانا کے ہاتھ پاؤں کھلے ہوتے تھے تو یہ ماجراء دیکھ کر فوج کے افسر سہم گئے۔ انہوں نے باری باری مولانا سے معافی مانگی ہاتھ پاؤں چومنے لگے اور اُن کو واپس بہ سلامت اپنے گھر پہنچایا۔ یہ خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ اطراف واکناف سے لوگ ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اس واقعے کے چند چشم دید گواہ افراد میں مرحوم عبدالمجید میر ایڈوکیٹ، مرحوم میر واعظ مولوی عبدالحمید شاہ، محترم محمد یوسف شاہ ایڈوکیٹ سابق ایم، ایل، اے شوپیان اور سید شوکت احمد چھانہ پورہ موجود تھے۔

مولانا محمد بشیر صاحب مرحوم نے سال 1961ء میں مدرسہ محمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ جو آج کل محمدیہ انسٹی چیوٹ کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ نئی تعمیر شدہ ٹاک مسجد کی تعمیر میں دن رات محنت کی۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اس کا جزائے خیر عطا کرے۔ انہوں نے قادیانیوں کے ساتھ مباہلے کئے اور احمدیت پھیلنے کے خلاف چٹّان کی طرح ڈٹے رہے۔ 16 / اپریل 2016ء کو بیانوے سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ محمد نذیر فدا سابق جج اور ڈاکٹر عبدالشکور اُن کے فرزند ہیں۔ (20 / اگست 2018ء)

مولانا عبدالحق شوپیانیؒ

آپ مولانا عبدالحمید شوپیانی کے فرزندِ اوّل اور محمد عبداللہ طاری کے برادرِ اکبر تھے ابتدائی تعلیم کے بعد وہ اورینٹل کالج سری نگر میں داخل ہوئے جہاں سے

انہوں نے مولوی فاضل کی ڈگری حاصل کی۔ وہ میر واعظ مولانا فاروقؒ کے ہم درس رہے۔ انہوں نے دو مشہور عالمِ دین مولانا عبدالکبیر اور مولانا محمد قاسم شاہ بخاریؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ مولانا مرحوم کو علم الوراثت Law of Inheritance پر خدا داد ملکہ حاصل تھا۔ وہ عربی گرائمر کے مشّاق اُستاد تھے۔ کچھ وقت اسلامیہ اسکول شوپیان میں مدرس رہے۔ اور بعد ازاں مدرسہ محمدیہ میں طلباء کو تا حیات عربی پڑھاتے رہے۔ 23/مارچ 2009ء کو آپ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

(ہفت روزہ مسلم 17/ستمبر 2018ء)

مولانا عبدالجبار

مولوی عبدالجبار صاحب کا مولد ہنڈیو شوپیان ہے۔ ابتدائی تعلیم مقامی مکتبہ سے حاصل کی۔ انہوں نے قرآن مجید، تفسیر اور حدیث مولانا عبدالحمید شوپیانی سے درساً پڑھا۔ بعد میں وہ ایک اچھے مبلّغ کی حیثیت سے اُبھرے اور بہت دیر تک جامع اہل حدیث زانپہ کدل چھتہ بل سری نگر میں بطورِ امام وخطیب مقرر ہوئے۔ کچھ دیر سے صاحبِ فراش ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو شفائے کاملہ، عاجلہ سے نوازے۔

مولانا سید حسین شاہؒ

مولانا سید حسین شاہ علمائے اہلِ حدیث میں نہایت ہی عظیم الشان رُتبہ رکھتے ہیں۔ وہ بیاباں کی شب تاریکی میں ایک روشن قندیل تھے لیکن حاکم وقت مہاراجہ رنبیر سنگھ نے اُن کو جلاوطن کر دیا اور بالآخر چھانہ پورہ شوپیان میں مقیم ہوئے اُن کے والد گرامی محمد شاہ کچھ عرصہ تک امرتسر میں مقیم رہے بعد میں دِلی چلے گئے جہاں 1839ء میں اس عالم بے بدل نے جنم لیا۔ شوپیان آتے ہی انہوں نے توحید وسنت کا جھنڈا گاڑھ دیا اور اس طرح سے انہوں نے اپنا مشن جاری رکھا اور توحید وسنت کی تا دمِ حیات آبیاری کی۔ آپ نے دو کتابیں منظوم کشمیری میں تالیف کیں۔ ''صلوٰۃ المحدّثین

''اور''ردِّ مرزا'' مگر بعد الذکر کتاب کو ان کے کتب خانے سے غائب کردی گئی اور ابھی تک نہیں ملی ۔ یہ علم وعمل کا آفتاب 11/ربیع الاوّل 1317ھ مطابق 20/جولائی 1899ء داعی اجل کو لبیک کہہ گئے ۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اُن کی وفات کے بعد اُن کے فرزند دوم مولانا شمس الدین مقرر ہوئے اور مولانا محمد ایوب نے بھی قرآن وسنت کی مشعل جلائے رکھی ۔ بعد ازاں سید صاحبؒ کے خاندان کا کوئی بھی فرد وعظ وتبلیغِ دین کے کام میں شامل نہ ہوا۔ مولانا مرحوم کے دیگر فرزندان کے اسمائے گرامی تھے۔ سید سیف الدین۔ سید قطب الدین، سید محمد یٰسین ۔ سید محمد یعقوب

(ہفت روزہ مسلم 31/دسمبر 2018ء)

ابوالفتح مولانا عبدالرشید شوپیانی الکشمیریؒ

مولانا ابوالفتح عبدالرشید شوپیانی بھی شوپیان سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ عربی کے مشّاق اہلِ قلم تھے ۔ انہوں نے اپنی علمی خدمات بھوپال کے نواب سید صدیق حس کے ساتھ بھوپال میں انجام دیں۔ مولوی عبدالحی حسنی نے ان کا تذکرہ اپنی عربی کی کتاب ''الاعلام'' میں کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ سری نگر سے 40 میل دور قصبہ شوپیان میں 1818ء میں پیدا ہوئے ۔ انہوں نے عربی میں علّامہ حجر عسقلانی کی تعریف میں عربی قصیدہ لکھا جو بہت مشہور ہے ۔ علاوہ ازیں ان کے کچھ خطبات نواب سید صدیق حسن کی کتاب ''قرۃ الاعیان ومسرۃ الاذھان'' نامی کتاب میں درج ہیں جو 1298ء میں قسطنطنیہ میں چھپ کر منظرِ عام پر آئی ۔ نواب بھوپال کے پاس ان کی زبردست قدر ومنزلت تھی ۔ بہت سے علماء ان کی نگرانی میں کام کرتے تھے جن میں جسٹس ہدایت اللہ سابق نائب صدر ہند کے دادا مولوی قدرتُ اللہ قدرتؔ بھی شامل تھے ۔ نواب میر علی حسن خان (فرزند نواب سید صدیق حسن خان)اور مولانا شبلی نعمانیؔ اُن کے شاگرد رشید تھے ۔ 1878ء میں مدھیہ پردیش جبل پور میں انتقال فرمایا۔ (ہفت روزہ مسلم 22/اکتوبر 2018ء)

علمائے احناف

1877ء میں جامع مسجد شوپیان کی پہلی تعمیر بہ عمل لائی گئی۔ایک مولانا حبیب اللہ صاحب سری نگر سے شوپیان تشریف لائے تاکہ وہ جامع مسجد شوپیان میں وعظ وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھے۔اہلِ شوپیان نے اُن کی رہائش کے لئے معقول انتظام کیا اور ایک مکان تعمیر کروادیا پھر مولوی حبیب اللہ مرحوم کے انتقال کے بعد مولوی عباد اللہ جامع مسجد شوپیان کے امام وخطیب مقرر ہوئے۔ان کے دو فرزند تھے ایک مولوی عتیق اللہ اور دوسرے مولوی عزیز اللہ۔مولوی عزیز اللہ کے فرزند مولوی غلام محمد شاہ پھر جامع مسجد شوپیان کے میر واعظ اور امام مقرر ہوئے۔ اُن کے بعد اُن کے پسر مولوی عبدالحمید تادمِ حیات جامع مسجد شوپیان کے امام وخطیب رہے۔اُن کی وفات کے بعد مولوی عبدالحمید شاہ صاحب نے مسند علم سنبھالی۔اُن کی وفات کے بعد مولوی عبد الحمید شاہ کے فرزند اب یہ دینی فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

مہاجر مولانا عبداللہ شوپیانیؒ

مولانا عبداللہ شاہ شوپیانی ایک عالم باعمل اور پُر جوش سیاسی رہنما تھے۔اُن کی میر واعظ خاندان کے ساتھ والہانہ عقیدت تھی۔وہ ہمیشہ سے ہی شیخ محمد عبداللہ کے سیاسی نظریہ کے زبردست مخالف تھے۔ایک بار وہ جامع مسجد شوپیان میں اپنی تقریر کے دوران بتایا کہ شیخ محمد عبداللہ ایک گول لکڑی کا ٹکڑا جیسا ہے جہاں چاہے اِسے پھیر دیا جاسکتا ہے اور اس کی چالوں سے عوام الناس کو باخبر کردیتا ہوں اور اس طرح مولانا کھلے طور پر شیخ محمد عبداللہ کے مخالفین میں شامل ہوگئے۔کہا جاتا ہے کہ اسی شخص کے ایماء پر کوکلی مزار شوپیان کے پاس شیخ محمد عبداللہ کو جوتوں کی مالا پہنائی گئی۔

جب مہاراجہ ہری سنگھ نے جموں وکشمیر ریاست کے زمام اقتدار چھوڑ دیا تو شیخ محمد عبداللہ ایمرجنسی ایڈمنسٹریٹر ہوگئے۔اسی اثنا میں مولانا محمد سعید مسعودی اور کچھ

والنٹیئر مولانا عبداللہ شوپیانی کے پاس آئے اور اُن سے گذارش کی کہ ریاست میں سیاست کا رُخ بدل چکا ہے لہٰذا آپ کو شیخ صاحب کے نظریئے کی حمایت کرنی چاہیئے۔ اس پر مولانا عبداللہ شاہ برانگیختہ ہو گئے اور اس استدعا کو ٹھکرا دیا۔ اس پر مولانا عبداللہ شوپیانی کو گرفتار کر کے سری نگر پہنچا دیا۔ جہاں سے کچھ وقفہ کے بعد اُن کو سرحد کے پار دھکیل دیا گیا اور وہیں اُن کا انتقال ہوا۔

مولانا محمد امین شوپیانیؒ

آپ نے دیوبند سے فاضل دیوبند کی ڈگری حاصل کی اور بعد میں استاد مقرر ہوئے ایم، ایل ہائر سکنڈری شوپیان میں آپ عربی اور فارسی کے اُستاد تھے۔ اقبالیات پر گہری نظر رکھتے تھے۔ راقم نے عربی میں ان کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا۔ مدّت تک اسلامی سٹیڈی سرکل سے وابستہ تھے اور وہاں پر بھی نوجوانوں کو اسلام کی طرف راغب کرنے میں پیش پیش رہے۔ تادمِ حیات نو مسجد شوپیان میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دئے۔ سال 1983ء میں جماعتِ اسلامی کی طرف سے نامزد اُمیدوار کی حیثیت میں حلقہ شوپیان سے انتخاب لڑا۔ اس انتخاب میں ان کے مدِ مقابل نیشنل کانفرنس کے شیخ محمد منصور اور پیپلز کانفرنس کے اُمیدوار ایس، ایم اقبال تھے۔ یہ عالم و فاضل 17/ مارچ 1984ء کو انتقال فرما گئے۔ (اُن کو ذکر اس کتاب میں مذہبی سرگرمیاں کے تحت آچکا ہے۔) آپ کے اولاد میں اب مولوی عبدالحق، مولوی ریاض احمد اور مولوی طارق صاحب ہیں۔

میر واعظ مولانا غلام محمد شاہ

شوپیان کی جامع مسجد کے دیرینہ واعظ اور امام تھے۔ وہ ایک عالم باعمل تھے۔ سادگی اور خلوص کے ساتھ اپنی زندگی بسر کی۔ اپنے اخلاق حسنہ کی وجہ سے وہ عوام و خواص دونوں میں ہر دل عزیز تھے۔ ان کے دوران جامع مسجد شوپیان ان کی مخلصانہ

علمائے احناف

1877ء میں جامع مسجد شوپیان کی پہلی تعمیر بہ عمل لائی گئی۔ایک مولانا حبیب اللہ صاحب سری نگر سے شوپیان تشریف لائے تا کہ وہ جامع مسجد شوپیان میں وعظ و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھے۔اہلِ شوپیان نے اُن کی رہائش کے لئے معقول انتظام کیا اور ایک مکان تعمیر کروا دیا پھر مولوی حبیب اللہ مرحوم کے انتقال کے بعد مولوی عباد اللہ جامع مسجد شوپیان کے امام و خطیب مقرر ہوئے۔ان کے دو فرزند تھے ایک مولوی عتیق اللہ اور دوسرے مولوی عزیز اللہ۔مولوی عزیز اللہ کے فرزند مولوی غلام محمد شاہ پھر جامع مسجد شوپیان کے میر واعظ اور امام مقرر رہوئے۔اُن کے بعد اُن کے پسر مولوی عبدالحمید تادمِ حیات جامع مسجد شوپیان کے امام و خطیب رہے۔اُن کی وفات کے بعد مولوی عبدالحمید شاہ صاحب نے مسند علم سنبھالی۔اُن کی وفات کے بعد مولوی عبد الحمید شاہ کے فرزند اب یہ دینی فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

مہاجر مولانا عبداللہ شوپیانی ؒ

مولانا عبداللہ شاہ شوپیانی ایک عالم با عمل اور پُر جوش سیاسی رہنما تھے۔اُن کی میر واعظ خاندان کے ساتھ والہانہ عقیدت تھی۔وہ ہمیشہ سے ہی شیخ محمد عبداللہ کے سیاسی نظریہ کے زبردست مخالف تھے۔ایک بار وہ جامع مسجد شوپیان میں اپنی تقریر کے دوران بتایا کہ شیخ محمد عبداللہ ایک گول لکڑی کا ٹکڑا جیسا ہے جہاں چاہے اِسے پھیر دیا جا سکتا ہے اور اس کی چالوں سے عوام الناس کو باخبر کر دیتا ہوں اور اس طرح مولانا کھلے طور پر شیخ محمد عبداللہ کے مخالفین میں شامل ہو گئے۔کہا جاتا ہے کہ اسی شخص کے ایماء پر کوکلی مزار شوپیان کے پاس شیخ محمد عبداللہ کو جوتوں کی مالا پہنائی گئی۔

جب مہاراجہ ہری سنگھ نے جموں و کشمیر ریاست کے زمام اقتدار چھوڑ دیا تو شیخ محمد عبداللہ ایمرجنسی ایڈمنسٹریٹر ہو گئے۔اسی اثنا میں مولانا محمد سعید مسعودی اور کچھ

والنٹیئر مولانا عبداللہ شوپیانی کے پاس آئے اور اُن سے گذارش کی کہ ریاست میں سیاست کا رُخ بدل چکا ہے لہٰذا آپ کو شیخ صاحب کے نظریئے کی حمایت کرنی چاہیئے۔ اس پر مولانا عبداللہ شاہ برانگیختہ ہو گئے اور اس استدعا کو ٹھکرا دیا۔ اس پر مولانا عبداللہ شوپیانی کو گرفتار کر کے سری نگر پہنچا دیا۔ جہاں سے کچھ وقفہ کے بعد اُن کو سرحد کے پار دھکیل دیا گیا اور وہیں اُن کا انتقال ہوا۔

مولانا محمد امین شوپیانیؒ

آپ نے دیو بند سے فاضل دیو بند کی ڈگری حاصل کی اور بعد میں استاد مقرر ہوئے ایم، ایل ہائر سکنڈری شوپیان میں آپ عربی اور فارسی کے اُستاد تھے۔ اقبالیات پر گہری نظر رکھتے تھے۔ راقم نے عربی میں ان کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا۔ مدّت تک اسلامی سٹیڈی سرکل سے وابستہ تھے اور وہاں پر بھی نوجوانوں کو اسلام کی طرف راغب کرنے میں پیش پیش رہے۔ تادمِ حیات نو مسجد شوپیان میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دئے۔ سال 1983ء میں جماعتِ اسلامی کی طرف سے نامزد اُمیدوار کی حیثیت میں حلقہ شوپیان سے انتخاب لڑا۔ اس انتخاب میں ان کے مدِ مقابل نیشنل کانفرنس کے شیخ محمد منصور اور پیپلز کانفرنس کے اُمیدوار ایس، ایم اقبال تھے۔ یہ عالم و فاضل 17/ مارچ 1984ء کو انتقال فرما گئے۔ (اُن کو ذکر اس کتاب میں مذہبی سرگرمیاں کے تحت آچکا ہے۔) آپ کے اولاد میں اب مولوی عبدالحق، مولوی ریاض احمد اور مولوی طارق صاحب ہیں۔

میر واعظ مولانا غلام محمد شاہ

شوپیان کی جامع مسجد کے دیرینہ واعظ اور امام تھے۔ وہ ایک عالم باعمل تھے۔ سادگی اور خلوص کے ساتھ اپنی زندگی بسر کی۔ اپنے اخلاق حسنہ کی وجہ سے وہ عوام و خواص دونوں میں ہر دل عزیز تھے۔ ان کے دوران جامع مسجد شوپیان ان کی مخلصانہ

کوششوں کی بدولت ہر قدم میں آ گے تھی۔ بار بار ایسے مخلص انسان پیدا نہیں ہوتے۔ انہیں مولانا عبدالغنی شوپیانیؒ سے زبردست عقیدت تھی۔ ان کے دو فرزندان تھے۔ مولوی عبدالحمید اور مولوی خورشید احمد۔ اُن کے انتقال کے بعد مولوی عبدالحمید پسر اوّل ان کی جگہ امام وخطیب مقرر ہوئے۔ کچھ سال پہلے اُن کے دونوں فرزند فوت ہوئے۔ اللہ مغفرت فرمائے۔ مولوی عبدالحمید کی وفات کے بعد اب اُن کے فرزند مولوی محمد رضوان شاہ جامع مسجد شوپیان میں امامت اور خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ان کے دوسرے فرزند ڈاکٹر خالد عباس محکمہ صحت میں معالج ہیں۔

مولوی محمد شریف

ایک شریف النفس انسان تھے وہ تجارت کرتے تھے اُن کے فرزند مولوی محمد رفیق ہجرت کر کے راول پنڈی چلے گئے تھے اور وہیں انتقال فرمایا۔

مولوی بشیر احمد

وہ گاندھی آشرم میں ملازم تھے۔ وہ ایامِ جوانی میں ہی فوت ہو گئے۔

مولانا غلام احمد احرار صاحب

ایک شریف النفس عالم تھے۔ اپنی ساری عمر دینداری میں گذاری۔ وہ جماعتِ اسلامی کے ساتھ پوری طرح منسلک تھے اور اپنا تمام تر وقت اس جماعت کو سنوارنے اور مضبوط کرنے میں گذارا۔

(ان کا ذکر اس کتاب میں مذہبی سرگرمیاں عنوان کے تحت پہلے ہی آ چکا ہے)

ڈاکٹر محمد ایوب ٹھاکر

سرزمینِ شوپیان کے اس مایہ ناز سپوت کا جنم 1948ء میں پڑسو شوپیان کے ایک زمیندار گھرانے میں ہوا۔ ابتدا سے ہی نہایت ذہین اور فہیم تھے وہ ریاست کے پہلے Nuclear Scintist ہیں۔ بعد ازاں تھوڑی مدّت کے لئے وہ یونیورسٹی کے

شعبہ Physics میں لیکچرار تعینات ہوئے۔ لیکن اپنی انقلاب انگیز خیالات کی بنا پر وہاں وہ زیادہ دیر نہیں ٹک سکے۔ 1974ء میں اسلامی طلباء تنظیم کی بنیاد ڈالی اور 1977ء تک اس تنظیم کے سربراہ رہے۔ بعد میں یہ تنظیم جمعیت الطلباء میں ضم ہوگئی جسے بعد میں حکومت نے کالعدم تنظیم قرار دیا۔ وہ کشمیر کے ساتھ بھارت الحاق کے زبردست مخالف تھے اور اس سلسلے میں ملیشیاء، سعودی عرب گئے۔ بعد ازاں ٹھاکر صاحب 1986ء میں لندن گئے اور وہاں World Kashmir Freedom Movement کی بنیاد ڈالی تاکہ مسئلہ کشمیر کا ایک پُرامن اور پائیدار حل ڈھونڈا جائے۔ 10/مارچ 2004ء کو انہوں نے لندن کے ایک ہسپتال میں وفات پائی اور وہیں پردیس میں دفن ہوئے۔ اِنّـا لِلّٰہِ وَاِنّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ان کے فرزند مزمل ایوب ٹھاکر اب لندن میں مقیم ہیں۔ ان کی دو دختران بھی ہیں ہدیٰ اور ایمان۔

لسہ ملک مُلہم

لسہ ملک کا اصل نام غلام رسول اور مُلہم تخلص رکھتے تھے۔ وہ 1300ھ میں بمقام شوپیان پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام اسد ملک تھا۔ وہ کشمیری اور فارسی میں شاعری کرتے تھے۔ انہوں نے کئی سربرآوردہ شخصیات پر مراثی لکھے۔ مولانا انور صاحب کی وفات پر انہوں نے ''تاریخ وفات حسرت آیات'' لکھی جو 1942ء میں شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ انہوں نے وہاب بٹ، چاچائے عبدالرزاق ٹینگ پر بھی مرثیہ لکھا۔ انہوں نے مولوی ابوالرشید اور عبدالعزیز راجپوری کی وفات پر بھی مرثیے لکھے۔ وہ وضعدار لباس پہنتے تھے۔ مدّت تک وہ غلام محمد دیوان مرحوم کی کوٹھی پر منشی کا کام کرتے تھے۔ 1366ھ میں انتقال ہوا۔

بشیر احمد بٹ انجینئر

آپ شوپیان کے ایک مشہور اُستاد محمد شعبان بٹ کے فرزند اوّل تھے۔

ابتدائی تعلیم شوپیان میں حاصل کی بعدازاں سری نگر کے ریجنل انجینئرنگ کالج سے B.E (Electric) کی ڈگری حاصل کی۔ ملازمت کے دوران وہ مختلف عہدوں پر فائز رہے اور ترقی کرتے کرتے S.E کے عہدے تک جا پہنچے۔ مدّت تک اسلامی سٹیڈی سرکل سے وابستہ رہے۔ آپ ایک دین پسند اور مخلص انسان تھے۔ نوجوان نسل کو اسلامی اقدار سے متعارف کرنے کے متمنی تھے۔ سال 2005ء میں انتقال کر گئے۔

محمد مقبول بٹ (ایڈوکیٹ)

آپ غلام محمد ملک کے فرزند تھے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایل، ایل، بی کی ڈگری حاصل کی اور بعد میں شوپیان میں ایک کامیاب وکیل کی حیثیت میں اُبھر آئے۔ مختصر وقفہ کے لئے علیل رہے لیکن جاں بر نہ ہو سکے۔ جوانی میں ہی سال 1978ء میں انتقال کر گئے۔ آپ کی کوئی اولاد احفاء نہ ہوا۔



شوپیان میں درجِ ذیل ذاتیں موجود ہیں

۞	انزنو	اس ذات سے وابستہ لوگ ہرہ گام شوپیان میں آباد ہیں اور بیشتر لوگ دکانداری اور تجارت کرتے ہیں۔ عبد العزیز انزنو اس خاندان کے نہایت شریف النفس بزرگ تھے
۞	آہنگر	اس ذات سے وابستہ لوگ بونہ گام متصل دوبی داتھر میں رہتے ہیں۔ آہنگری پیشے سے تعلق رکھتے ہیں اور ان میں اس شعبے کے بہترین کاری گر تھے۔ اب ان کے افراد دوسرے پیشوں سے منسلک ہوگئے ہیں۔
۞	ایتو	اس ذات سے وابستہ چند خاندان ژیرہ مرگ، مانی ہل میں آباد ہیں۔
۞	بانڈے	اس اس ذات سے وابستہ خاندان گاگرن اور ہرہ گام میں آباد تھے۔ اُن کے بیشتر افراد تجارت اور نوکری سے وابستہ ہیں۔ مرحوم محمد اکرم بانڈے، عبدالمجید بانڈے اور عبدالرحمٰن بانڈے اس خاندان کے چیدہ افراد تھے۔
۞	بٹ	یہ ذات شوپیان کے طول وعرض میں پائی جاتی ہے۔ ٹاک محلہ شوپیان میں اس ذات سے وابستہ لوگوں کو ''نخاسی'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور ہرہ گام شوپیان میں بٹ خاندان کے لوگوں کو ''ٹینگ'' کے لقب سے جانا جاتا ہے اور ان القاب کے بغیر ان کی شناخت ہونا بڑی مشکل ہے۔ عبدالرزاق ٹینگ اور عبدالرحمٰن ٹینگ بٹ خاندان جانہ محلّہ کے چیدہ افراد تھے۔
۞	بودہ	اس ذات سے وابستہ افراد تجارت سے وابستہ تھے۔ اننت ناگ اور ہرہ گام شوپیان میں بہت سارے خاندان آباد ہیں۔
۞	بابا	اس ذات سے وابستہ لوگ بونہ گام اور چھانہ پورہ میں رہتے ہیں۔

۞	بیگ	یہ خاندان ہرہ گام شوپیان میں آباد ہے اور اُن کے اکثر افراد آتشپازان تھے۔
۞	پال	یہ خاندان ناڑہ پورہ، چھٹی پورہ، ڈانگر پورہ، لوس دینو، پنجورہ اور خرم پورہ میں پائے جاتے ہیں۔
۞	پنڈت	یہ خاندان بونہ گام اور آرہامہ میں آباد ہیں۔
۞	پرے	ہرہ گام شوپیان میں بھی پائے جاتے ہیں۔
۞	پونپر	اس خاندان کے لوگ ہرہ گام شوپیان میں پائے جاتے ہیں۔
۞	پرہ	اس خاندان کے لوگ تورکہ وانگام میں آباد ہیں۔
۞	پٹو	اس ذات کے لوگ سنی گلو کے کنارے ٹاک محلّہ میں آباد ہیں۔ غلام محی الدین پٹو اس خاندان کے روح رواں ہیں۔
۞	پڈر	یہ خاندان شمسی پورہ شوپیان میں آباد ہیں، بیشتر افراد مُلازمت اور میوہ کی صنعت سے وابستہ ہیں۔
۞	پیر	یہ خاندان سنگلو دریا کے کنارے آباد ہیں۔ پیر عبدالعزیز اور پیر بشیر احمد اس خاندان کے اہم افراد تھے جو نہایت ہی شریف اور مخلص تھے۔
۞	تانترے	لوس دینو اور جم نگری میں پائے جاتے ہیں۔
۞	تورے	اس خاندان کے لوگ ہرہ بازار اور ٹاک محلّہ میں آباد ہیں۔ عبدالغنی تورے اور غلام قادر تورے ہرہ بازار کے نہایت مشہور تاجر گزرے ہیں۔ ٹاک محلّہ شوپیان میں تورے ذات سے تعلق رکھنے والے عبدالرحمٰن تورے نہایت ہی معتبر اور قابلِ احترام تھے۔ دیگر افراد میں عمہ جو تورے اور گلہ جو تورے اور محمد احسن توری وغیرہ تھے۔
۞	تیلی	اس ذات سے وابستہ افراد بٹہ پورہ، ڈگ پورہ، مانی ہل، ہلو، کڈہ گام، تلرن، نل ڈورو، حرمین شوپیان میں پائے جاتے ہیں۔

ٹاک	اس ذات سے وابستہ خاندان ہرہ گام اور بونہ گام میں آباد ہیں۔ ہرگام شوپیان کے ٹاک اپنی رئیسانہ وضع اور تجارت کے لئے نہایت ہی مشہور ومعروف تھے۔ اُن میں مرحوم عبدالغنی ٹاک قابل ذکر ہیں جو حج کرنے کے لئے مکہ گئے تھے لیکن واپسی پر لاہور میں اُن کا انتقال ہوگیا۔ اسی طرح خواجہ حبیب اللہ ٹاک ایک عالم وفاضل شخص ہونے کے علاوہ نہایت ایماندار تاجر تھے۔ صمد جوانیڈ حبیب جوٹاک ان کی ایک مشہور فرم تجارت سے وابستہ تھی۔ خواجہ عبدالقدوس ٹاک بھی اس خاندان کے ایک اہم فرد تھے۔ ٹاک محلہ میں بھی اس ذات کے لوگ کافی تعداد میں موجود تھے۔ لہٰذا اسی نام پر ٹاک محلہ بنا اور اسی نام پر تعمیر شُدہ مسجد "ٹاک مسجد" کہلائی۔ ٹاک محلہ میں اس ذات سے وابستہ افراد میں عبدالرحمٰن ٹاک۔ محمد عبداللہ ٹاک اور غنی جوٹاک بہت مشہور ہوئے۔ یہ لوگ یونانی جڑی بوٹیوں کی تجارت کرتے تھے۔ اسی محلہ سے عبدالقدوس ٹاک المعروف قدہ ٹاک 1931ء میں گولی لگنے سے شہید ہوگئے تھے۔ بونہ گام کے ٹاک حضرات میں غلام محی الدین ٹاک ایک معروف ٹھکیدار گزرے ہیں۔ اس کے علاوہ بونہ گام سے ہی مرحوم عبدالعزیز ٹاک کے تمام افرادِ خانہ سری نگر منتقل ہوگئے۔ اس خاندان کے لوگ بجبہاڑہ، ڈوڈہ، کشتواڑ، سوپور اور سری نگر میں بھی پائے جاتے ہیں۔
ٹھوکر	سعیدہ پورہ اور پادپاون میں پائے جاتے ہیں۔ سعیدہ پورہ شوپیان کے محمد عبداللہ ٹھوکر اس خاندان کے ایک مخلص اور شریف النفس انسان تھے۔
چک	اس خاندان کے لوگ کاپرن شوپیان میں پائے جاتے ہیں۔
جان	یہ ذات ہرہ گام شوپیان میں پائی جاتی ہے۔
چراغ	اس خاندان کے افراد شوپیان ہرہ گام میں رہتے ہیں۔ تجارت پیشہ تھے حاجی عبدالغنی چراغ اس خاندان کے نہایت ہی معتبر اور ذی عزت فرد شمار ہوتے تھے۔

❁	چوپان	اس ذات کے لوگ زورہ، پہلی پورہ، وڑی پورہ، مانی ہل، کڈگام اور کنی پورہ شوپیان میں پائے جاتے ہیں۔
❁	حجام	یہ لوگ کنی پورہ، میم اندر اور بونہ گام میں آباد ہیں۔
❁	خان	اس خاندان کے لوگ شوپیان اور علیال پور میں آباد ہیں۔شہباز خان، عمہ خان، گلہ خان اور نذیر احمد خان (ٹیچر) مشہور تھے۔نذیر احمد خان عرصہ تک جامع مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کے ایک سرگرم کارکن تھے۔پنجورہ شوپیان کے خان مشہور و معروف ہیں۔اس خاندان کے مشہور لوگوں میں غلام حسن خان، غلام حیدر خان، غلام محمد خان۔محمد شفیع خان اور عبدالمجید خان شامل تھے۔
❁	داند	اس ذات سے وابستہ خاندان شوپیان اور سوپور میں موجود ہیں۔اس خاندان کے چیدہ افراد میں عبدالقدوس۔عبدالرزاق۔غلام حسن داند اور حبیب جو داند نہایت ہی انسان دوست اور شریف النفس تھے۔
❁	دلال	اس ذات کے لوگ ہرہ گام شوپیان میں آباد ہیں۔بونہ گام میں بھی چند گھرانے رہتے تھے۔عبدالرزاق دلال اس خاندان کے مشہور و معتبر اور ذی عزت انسان تھے۔مرحوم گُلہ جو دلال ٹینہ مسجد بونہ بازار میں پنساری اور شربت وغیرہ فروخت کرتے تھے۔
❁	دیوا	اس خاندان کے لوگ ہرہ گام میں آباد ہیں اور تجارت سے وابستہ ہیں۔
❁	دھوبی	اس خاندان کے لوگ بونہ گام دوبی داتھر میں رہتے ہیں۔نئی نسل کے افراد نے اس پیشے کو خیر باد کہا ہے اور اب پوری طرح تجارت سے وابستہ ہوگئے ہیں۔
❁	ڈہل	اس ذات کے لوگ بونہ گام میں رہتے ہیں۔حبیب اللہ ڈہل اس خاندان کے مشہور فرد گذرے ہیں۔
❁	ڈار	اس ذات کے لوگ ہرہ گام۔بونہ گام اور کلورہ میں آباد ہیں۔
❁	راتھر	اس خاندان کے لوگ ہرہ گام۔بونہ گام اور علیال پورہ میں آباد ہیں۔
❁	رنگریز	اس ذات کے لوگ ہرہ گام شوپیان میں آباد ہیں۔

	دیوان	یہ خاندان چوگام شوپیان میں آباد ہے۔ یہ سارا خاندان میوے کا تجارت کرتے ہیں۔ خواجہ غلام محمد دیوان، لسہ جو دیوان، محمد احسن دیوان، عبدالقادر دیوان، خضر محمد دیوان اس خاندان کے چیدہ افراد تھے ایک تجارت پیشہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کا مولد چوگام شوپیان ہے۔ نہایت صاف ستھرا اور وضع دار لباس پہنتے تھے۔ نہایت ہی ادب دوست اور ملنسار تھے۔ عبدالقادر دیوان مرحوم 1966ء میں بجلی گرنے سے وفات پا گئے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں بہت سے لوگوں کی مدد کی۔ اُن کے برادرِ اصغر عبدالغنی دیوان بھی بہت ہی ہر دلِ عزیز انسان ہیں۔ انہوں نے شوپیان میں سب سے پہلی فروٹ ایسوسی ایشن کو بنانے میں اہم رول ادا کیا۔ مسجد شاہ ہمدان چوگام کے وہ ایک فعال کارکن ہیں جنھوں نے مسجد کی تعمیر نو میں اہم رول ادا کیا۔ عبدالغنی دیوان بقید حیات ہیں۔
❁	زرگر	اس خاندان کے لوگ گنائی محلّہ شوپیان، بونہ گام، آرشی پورہ اور میم اندر شوپیان میں آباد ہیں۔ میم اندر کے غلام حسن زرگر (ٹیچر) اس خاندان کے مشہور فرد تھے۔
❁	ززرو	اس ذات کے چند گھر دریائے سنگلو کے کنارے آباد ہیں۔ اس ذات کے اور لوگ کسی اور جگہ شوپیان میں نہیں ملتے ہیں۔ غلام حسن ززرو اس خاندان کے ایک معروف شخص تھے۔ اس خاندان کے اکثر افراد تجارت اور دکانداری کرتے تھے۔
❁	ژپو	اس ذات کے لوگ جانہ محلّہ شوپیان میں آباد ہیں۔ شوپیان کے کسی بھی علاقہ یا گاؤں میں اس ذات کے لوگ نہیں پائے جاتے ۔ البتہ بجبہاڑہ میں کچھ خاندان موجود ہیں۔ مرحوم عبدالسلام ژپو اس خاندان کے مشہور فرد تھے۔ علاوہ ازیں غلام نبی ژپو۔ (ٹیچر) بھی بہت مشہور ہیں۔ یہ لوگ تجارت سے وابستہ ہیں اور محمد یوسف ژپو اور اُن کے پسران تجارت کرتے ہیں جو مشہور ہیں۔
❁	سوداگر	اس ذات سے وابستہ لوگ ہرہ گام اور ٹاک محلّہ میں پائے جاتے ہیں۔
❁	سہہ	اس ذات کے لوگ لہند شوپیان میں رہتے ہیں۔ میوے کا تجارت کرتے ہیں۔

❁	سلرو	اس ذات کے چند گھرانے بونہ گام شوپیان میں پائے جاتے ہیں۔ بجبہاڑہ میں بھی یہ ذات پائی جاتی ہے۔
❁	شیر گجری	یہ ذات نوگام اور زوورہ میں پائی جاتی ہے۔
❁	شاہ	یہ ذات شوپیان ،علیال پورہ، بونہ گام اور ہرگام میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ جامع مسجد شوپیان کے ملحق جو شاہ رہتے ہیں اُن میں مرحوم محمد اکرم شاہ اور مرحوم عبدالعزیز شاہ نہایت ہی معزز اور معتبر افراد میں شمار ہوتے تھے۔ لیکن شوپیان میں عرفِ عام میں ان کو ''ملکؔ شاہ'' کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ یعنی ان لوگوں نے ''شاہ'' ذات کو یونہی اپنے ساتھ جوڑ دیا ہے۔ اس بات کی تصدیق اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ مرحوم عبدالعزیز شاہ جو ایک مشہور Forest lessee تھے وہ اپنا نام ''ملک عبدالعزیز شاہ'' لکھتے تھے۔ ہرہ گام کے مولوی خاندان بھی شاہ ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی طرح سے جانہ محلّہ میں بھی شاہ ذات سے تعلق رکھنے والے بیشتر خاندان موجود ہیں۔
❁	صابون	اس ذات سے وابستہ لوگ ہرہ گام شوپیان میں موجود ہیں۔ بیشتر افراد تجارت کرتے ہیں۔
❁	صوفی	اس ذات کے لوگ ہرہ گام ۔ بونہ گام اور علیال پورہ میں ہیں۔ اس ذات کے لوگ نانوائی پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن بونہ گام کے کچھ افراد صوفی ذات سے منسلک ہیں لیکن نانوائی پیشہ سے وابستہ نہیں ہیں۔
❁	علائی	اس ذات کے لوگ جامع مسجد شوپیان کے متصل رہتے ہیں اور تجارت سے تعلق رکھتے ہیں۔
❁	علاقہ بند	اس ذات کے لوگ ٹاک محلّہ شوپیان میں آباد ہیں۔ خواجہ حبیب اللہ علاقہ بند اور عبدالقدوس علاقہ بند اس خاندان کے مشہور افراد تھے۔
❁	کاٹھو	یہ ذات کنی پورہ شوپیان میں آباد ہے۔

	ذات	تفصیل
	شیخ	اس ذات کے لوگ شوپیان کے اطراف واکناف میں ہیں۔ مشہور شیخ خاندان پکھ ڈورہ میں آباد ہے۔ خواجہ خضر شیخ اپنے وقت کے ایک مشہور رئیس تھے۔ یہ لوگ میوہ صنعت کا کاروبار کرتے ہیں۔ شیخ محمد منصور، شیخ محمد یونس اور محمد سلیمان اس خاندان کے بڑے معزز اور مشہور افراد تھے۔ کنی پورہ شوپیان سے پہلے ایک گاؤں باغندر آتا ہے۔ یہاں شیخ خاندان (بڑے گھراٹ والے) کے مکانات موجود ہیں۔ اس خاندان کے چیدہ افراد میں خواجہ حبیب اللہ شیخ۔ مرحوم عبدالعزیز شیخ اور گل محمد شیخ تھے۔ عبلی شیخ المعروف عبداللہ شیخ ایک سرگرم سیاسی کارکن رہ چکے تھے۔ گلزار احمد شیخ ایک معروف تاجر بھی اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ اس خاندان سے وابستہ کچھ خاندان جامع مسجد کے ساتھ ہی رہتے تھے لیکن عرفِ عام میں اُن کو "بیارئ" کے نام سے جانا جاتا تھا۔ غلام حسن شیخ اس خاندان کا ایک مشہور دکاندار تھا جو دودھ، پنیر اور دودھ کی کلاڑی فروخت کرتا تھا۔ اڈّہ کے متصل جو شیخ بستے ہیں ان کا آبائی پیشہ خاکروب تھا۔ لیکن نئی پود اب تجارت اور دیگر پیشوں میں جٹ گئی ہے۔ اس پیشہ کے خاص لوگوں میں نبہ شیخ۔ عمہ شیخ (مشہور ہوئے اس کے حلق سے دو آوازیں نکلتیں تھیں۔ لہٰذا بچے اُن کو "آواز دو ہم ایک ہیں" کے نام سے پکارتے اور وہ سیخ پا ہوتے تھے) اور خالق شیخ شامل تھے جو جوتوں پر پالش اور مرمت کے بڑے ماہر تھے۔ گورکن جن کو عرفِ عام میں "گورل" کہا جاتا ہے ان کی ذات بھی شیخ ہے۔ البتہ وہ "گورل" کے لقب سے فوری طور شناخت ہوتے ہیں۔
	گکرو	یہ ذات ہرہ گام شوپیان میں پائی جاتی ہے۔
	کنرو	یہ ذات ہرہ گام شوپیان میں پائی جاتی ہے اور بیشتر افراد اپنی تجارت کرتے ہیں۔ خواجہ عبدالرزاق کنرو اس خاندان کے مشہور فرد گزرے ہیں جو نہایت ہی پُر جوش سیاسی کارکن تھے۔ پولیٹکل کانفرنس کے تحصیل سیکریٹری تھے
	کمہار	یہ ذات دریائے سنگلو کے کنارے آباد ہیں۔ مٹّی کے برتن بنانے کے ماہر تھے۔ اب نئی پود نے یہ پیشہ ترک کر دیا ہے۔
	کوکہ	یہ ذات کنی پورہ اور امام صاحب شوپیان میں آباد ہے۔ خواجہ ثناء اللہ کوکہ اس خاندان کے مشہور فرد تھے۔ اس ذات کے لوگ کڈہ گام شوپیان میں آباد ہیں۔

۞	کوچھے	اس ذات سے وابستہ افراد ہرہ گام شوپیان اور گاگرن میں آباد ہیں۔
۞	گلے	اس ذات کے خاندان بونہ گام میں پائے جاتے ہیں۔خواجہ عبدالغنی گلے اس خاندان کے مشہور فرد تھے۔
۞	کھانڈے	اس خاندان کے لوگ بونہ گام۔ ہرگام اور گاگرن شوپیان میں آباد ہیں۔
۞	گتو	یہ خاندان ہرگام میں رہائش پذیر ہے۔اس خاندان کے عبدالرشید گتو مشہور ہیں جنہوں نے کھار مسجد کی تعمیر نو میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔وہ ایک مخلص اور پُر جوش سیاسی کارکن تھے۔اس خاندان کے دوسرے افراد میں غلام رسول گتو اور عبدالحمید گتو مشہور تھے۔
۞	گدا	اس ذات سے تعلق رکھنے والے لوگ سنگلو دریا کے کنارے رہتے ہیں۔ یہ سب لوگ تجارت پیشہ ہیں۔
۞	گندرو	اس ذات کے لوگ جانہ محلّہ شوپیان میں رہتے ہیں۔
۞	گڈرو	اس ذات کے لوگ ملک محلّہ شوپیان میں رہتے ہیں۔عبدالرزاق گڈرو اس خاندان کے اہم فرد ہیں۔
۞	گنائی	اس ذات کے لوگ ہرہ گام، بونہ گام اور دوسرے دیہات میں بہ کثرت ملتے ہیں۔بونہ گام کے عبدالرزاق گنائی ایک سیاسی کارکن اس خاندان کے چشم و چراغ تھے۔بہوری ہالن، راولپورہ اور میم اندر میں بھی گنائی رہتے ہیں۔
۞	لون	اس ذات کے لوگ کنی پورہ۔ کچھ ڈورہ۔ ہرہ گام۔ بونہ گام اور گاگرن میں بہ کثرت ملتے ہیں۔کچھ ڈورہ میں بھی لون ذات کے لوگ آباد ہیں۔محمد یوسف لون اور عبدالاحد لون DFO مشہور فرد تھے۔
۞	مانتو	اس ذات کے لوگ ہرہ گام میں آباد ہیں۔ گاگرن شوپیان میں بھی چند گھر رہتے ہیں۔ماسٹر غلام احمد مانتو اس خاندان کے مشہور اُستاد گزرے ہیں۔
۞	مام	اس خاندان کے چند گھر ٹاکہ محلّہ میں رہتے ہیں۔عبدالغنی مام اور محمد عبداللہ مام اس خاندان کے مشہور فرد تھے۔

منٹو	اس خاندان سے کچھ گھر شوپیان ہرہ گام میں آباد ہیں۔
ملک	اس ذات سے وابستہ خاندان ہرہ گام، علیال پورہ، بونہ گام، ناگبل، ملک پورہ، پنجورہ، شال لٹو، کلورہ اور نارواو میں آباد ہیں۔ ہرہ گام کے ملک پرانے ذیلدار تھے۔ غلام حسن ملک عرائض نویس اور ملک محمد احسن بھی ملک خاندان سے ہیں۔ پنجورہ شوپیان میں اس ذات کے کچھ خاندان رہتے ہیں۔ اُن میں خضر محمد ملک بہت مشہور اور ملنسار انسان تھے اور غلام احمد ملک شوریدہ کاشمیری بھی ملک قوم سے تھے۔ بونہ بازار متصل ٹین مسجد بھی ملک خاندان کے لوگ آباد ہیں ان میں محمد عبداللہ ملک انگریزی دوائی کی دکان چلاتے تھے۔ مظفر احمد ملک اس خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔
ملہ	اس ذات کے لوگ پہلی پورہ شوپیان میں آباد ہیں۔
میر	یہ خاندان شوپیان۔ بونہ گام۔ گاگرن۔ کنی پورہ۔ علیال پورہ میں آباد ہیں۔ مرحوم عبد المجید میر ایڈوکیٹ بونہ گام کے ایک اچھے انسان دوست شخص تھے۔ اس ذات کے کچھ لوگ پنجورہ میں بھی آباد ہیں۔
میگنو	اس خاندان سے وابستہ افراد ٹین مسجد کے متصل آباد ہیں۔ عبدالغنی میگنو اور نذیر احمد میگنو اپنے زمانے کے مشہور افراد تھے۔
نائک	یہ ذات میم اندر۔ ہرگام اور بونہ گام میں پائی جاتی ہے۔ عبدالعزیز نائک شہید بونہ گام کے نائک خاندان کے چشم و چراغ تھے۔
ننگرو	اس ذات کے لوگ کچھ ڈورہ اور کاپرن میں ہیں۔ غلام قادر ننگرو ایک مشہور ذیل دار اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ کچھ ڈورہ میں اس خاندان کے عبدالقیوم ننگرو اور حاجی نذیر احمد ننگرو مشہور ہیں جو میوہ کی صنعت کے ساتھ وابستہ ہیں۔
وچکو	یہ ذات ٹین مسجد کے متصل شوپیان میں رہتے ہیں۔ بشیر احمد وچکو اس خاندان کے چشم و چراغ تھے جو ایک سیاسی کارکن تھے۔
وگے	اس خاندان کے لوگ زوورہ، بل پورہ اور پنزگام میں پائے جاتے ہیں۔ عبدالرزاق وگے زوورہ سابق ایم ایل اے بھی اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔

وانی

اس ذات کے لوگ ہرہ گام شوپیان کے علاوہ علیال پور میں پائے جاتے ہیں۔ بونہ محلّہ شوپیان میں بھی اس ذات سے کافی لوگ تعلق رکھتے ہیں۔ ٹاک محلّہ شوپیان کے وانی لوگوں کو ''ذولہ'' لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ذولہ کے بغیر اُن کی پہچان بہت مشکل ہے۔ اصل میں اُن کی بہت غیر منقولہ زمین تھی۔ اُن کا اُس زمانے میں امبری سیب کا باغ بھی تھا جس کو آج بھی ''ذولہ باغ'' کہتے ہیں۔ لیکن اب یہ باغ شیخ خاندان نے بہت عرصہ پہلے خرید لیا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ ''ذولہ'' نام اب بھی باقی ہے۔

البتہ بونہ گام شوپیان میں چند گھرانوں کو ''ننگہ'' نام سے پکارا جاتا ہے اور اس کے بغیر اُن کی پہچان ممکن نہیں ہے۔ ہرہ گام کے وانی ''نغمہ'' نام سے معروف ہیں۔ علیال پورہ میں بھی ''وانی'' رہتے ہیں۔ جانے پہچانے لوگوں میں حاجی محمد وانی یہ بڑے سخی اور دین پسند تھے۔ علیال پورہ میں رہائش پذیر تھے۔ 1984ء میں وفات پاگئے۔ شوپیان میں جو علمائے کرام بشمول مولانا مودودیؒ، مولانا ابراہیم سیالکوٹی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا عبداللہ معمار امرتسری، مولانا مہدی زمان خان، مولانا محمد داؤد راز، مولانا عبدالجلیل رحمانی، ان ہی کے دولت خانہ میں اقامت گزیں رہے یہ علمائے دین کے شیدائی تھے۔ مدرسہ محمدیہ کے بھی بہت عرصہ تک صدر رہے اور اس دینی مدرسہ کی قدمے، درہمے اور سخنے مدد کی۔ ان کے فرزند حاجی عبدالرحمٰن وانی اور غلام رسول وانی بھی اپنے والد کے نقش وقدم پر ثابت رہے اور اس مدرسے کی بھرپور اعانت کی۔ علیال پورہ کے دیگر جانے پہچانے لوگوں میں حاجی عبداللہ وانی، گل محمد راتھر، محمد یاسین خان، عبدالقیوم خان، پروفیسر عبدالحمید ملک اور عبدالخالق میر عرف خالہ میر شامل تھے۔ ہردو ہنڈیو میں بھی وانی ہیں۔ وانی محلّہ شوپیان میں بھی وانی رہتے ہیں۔ عبدالعزیز وانی گاگرن میں رہتے تھے، نہایت ہی مشہور تھے اور تجارت کرتے تھے۔



شوپیان میں گوجروں کی ذاتیں

بڑھانہ	بانیا	پسوال	جاگل
چوہان	پاندا	گیئی	سانگو
چیچی	ڈھکڑ	کٹاری	گورسی
شیخ	کھٹانہ	ملک	خان
سیر	کھاری	پھامڑا	



شوپیان میں پنڈت برادی کی ذاتیں

بخشی	بھان	تکو	چرنگو
بٹ	پنڈتا	پنجابی	صراف
کوکرو	کاچرو	کول	کچلو
رینہ	لاہوری	قندہاری	

ضلع شوپیان کے علاقہ جات

اپورڈل	آرش پور	براری پورہ	ژیرہ مرگ
ابل ون	اُرہ پور	براری پورہ (پاپلپور)	چڑی پورہ
اڈورہ رام پتھری	باپورہ	بوٹہ مرن (وال پورہ)	چودھری گُنڈ
آڈوا	باباپورہ	چک عزیز شاہ	چوگام
اگلر	باغندر (علیال پورہ کے ساتھ)	چک حکیم باقر	ڈگ پورہ
اگلر چھراٹ		چک ژولند	وال گام
امام صاحب	بٹہ پورہ	چک دیورو	ڈانگر پورہ
آہ گام	بڈی گام	چک صدیق خان	ڈُبی جن
علی شاہ پورہ	بڈی مرگ	چک شمسی پورہ	دارم دور
الورا	بلہ پورہ	ژکو	دَچھی پور
امربگ	بندہ پوہو	چکورہ	داسو
عمشی پورہ	بارہ بگ	ژلہ گُنڈ	دِگام
آرہامہ	برتھی پورہ	چھانچھ واڑ	دیوپور
آڑہ پور	باس کوچھن	چھتر وَچھ	دیارو
اوِند	بٹہ پورہ نِلہ ڈرِنگ	چھوٹی پورہ	دوبی پور
آونیر	بیڈہ پورہ	چون	دوبی داتھر
آڈرن در (ٹاک محلہ)	بمینی پورہ	چڈرن	ڈوم پور

ڈوم ونی	ہردو پانڈو	کازہ ویرا	ملہ ڈیر
درگر	ہردو ہنڈیو	کاٹھو پالن	میلورہ
دڑیر کلی پورہ	حیف کری	کیگام	ملہ باغ
فیری پورہ	حیف	کیلر	مندوجن
گھڑہ پور	ہی پورہ بٹہ گنڈ	کلورہ ملک گنڈ	منگی پورہ
گاگرن	حرمین	خوجہ پور	مانی ہل
گنا پورہ	ہلو گنڈ مرید	خروارہ	مانلو
گنا پورہ آرش	ہیر پورہ	خرم پورہ	منزم پورہ
کھوڑہ پورہ	ہوشنگ پورہ	کٹۂ پورہ	مرہنگ
گرُوٹن	زم پتھری	کروورا	بتی پورہ
گنڈ درویش	کچھڈورہ	کم دلن	ماتری بگ
گھوسی پورہ	کنہ گام	کریچھ پتھری	مازہان
گنڈ ہادو	کنہ ہامہ	لم ڈورہ	میم اندر
گنڈ عوان	کنی پورہ	لارہ گام	موہن پورہ
جڈی پورہ	کوکلی مزار	لار	مولو
حیدر گُنڈ	کانجی اولر	لکھری پور	مغل پورہ
حاجی پورہ	کانسو	لہند	مجہ مرگ
ہاکو پورہ	کاپرن	لوس دینو	مراد پورہ
ہم ہونالہ	کڑگام	میشہ وار	موصی پورہ
ہانجی پورہ	کاشہ وا	مکن ڈانگر پورہ	ناڈی گام
ہردونا گی شارن	مست پورہ	مدار کنی پورہ اور باغندر کے درمیان	نائد گنڈ

نارپورہ	پون شن	ساگوہندہ ہامہ	اُرپورہ
نائڑی مرگ	پوش ہامہ	سعیدہ لورہ بالا	ووترپور پہلی پورہ
نارواو	پوش پور	سعیدہ پورہ پائین	وہل چھٹہ وٹن
نصرپورہ	کونگھنا	سندہوشرمال	ویشرو
نازنین پورہ	رنگہِ منڈو علیال پورہ کے ساتھ ہی دریائے سنگلو پرواقع ہے	سانگڑن	وچی
نرونی	رکہ ہامہ	سارب	وچہ ہالن
نِل ڈورہ	رکہ پورہ	سازن شوپیاں	واتل پائڑ
نوری پوشہ واری	رکھ زینہ پورہ	سپدھو	وڈی پورہ
نوپورہ	رام نگری	شمسی پورہ	واں گام
نوگام	رِنگ تراجی	شیرآباد	ونگی پورہ
پادیاون	رنبیرپورہ	شرمال	واڈھو
پڈرپورہ	رتنی پورہ	صوفی پورہ	زینہ باٹو
پہلی پورہ	رال پورہ	سگن	زینہ پورہ
پہنو	رِئے	تاچھلو	زیرہ کان
پالہ پورہ	رہبن گنڈ بہرام	ٹینگ ونی	ذی پورہ، دھرمارتھ
پاندچھن	رنگ وار	ٹیک پورہ	زَوورہ
پنزر	رانی پور	ٹینگ وُنی	شالہ لٹو
پرتاب پورہ	ریشی پور	تھیاریون	شارک پور
پوترِوال	ریشی نگری	تھیاریون کنڈی	شالہ خیر بٹہ پورہ کے ساتھ ہی واقع ہے
پنجورہ	صفانگری	ترنز (ترنج)	
پیرپورہ	تلرن	ترکہ وانگام	عالم گنج



پانچ گھوڑے

شوپیان کے پانچ گھوڑے بڑے مشہور تھے، اُن دِنوں چونکہ آمدورفت کے لئے صرف گھوڑے استعمال ہوتے تھے۔لہٰذا شوپیان کے پانچ گھوڑے بہت مشہور تھے۔

1......جیالال لاہوری بٹہ پورہ

2......مرحوم عبدالقادر دیوان چوگام شوپیان

3......مرحوم حیدر خان پنجورہ

4......مولوی عبدالحمید ٹاکہ محلّہ شوپیان

5......غلام محمد ملک جانہ محلّہ شوپیان



کلچرل فورم شوپیان

شوپیان کی پہلی ادبی تنظیم سال 1956ء میں بنی جس کا نام ''کلچرل فورم شوپیان'' تھا۔ اس فورم کے روح رواں محمد ایوب بے تاب اور عبدالرحمٰن طالب تھے۔ بعد میں محمد عبداللہ طاری نے اس ادبی تنظیم کے آگے لے جانے میں اہم رول ادا کیا۔ سال 1966ء میں فورم نے کشمیری کانفرنس منعقد کی جس میں چیدہ چیدہ ادیبوں کے علاوہ پروفیسر محی الدین حاجنی اور شمیم احمد شمیم بھی شامل ہوئے۔ علاوہ ازیں اس فورم نے وقتاً فوقتاً سمپوزیم بڑے مشاعروں کا اہتمام کیا جس میں ریاست کے مقتدر شعراء اور ادیبوں نے شرکت کی تھی۔ کئی بار نہایت ہی شاندار طریقے سے یوم اقبالؒ منایا گیا جس میں خصوصی طور کشمیر یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کے سربراہ عبدالقادر سروری بزعم خود شریک ہوئے۔ یہ فورم کئی کتابیں شائع کرنے میں کامیاب رہا جن میں ''نیرِ پوش'' اور ''ژٔرٕ ہ'' بہت ہی اہم ہیں۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے میں ان شعراء کا مختصر تعارفی خاکہ پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس ادبی تنظیم کے آگے لے جانے میں ایک اہم رول ادا کیا تھا۔

محمد ایوب بیتاب

محمد ایوب بیتاب شوپیان کے ایک معروف شاعر تھے وہ ایک اچھے استاد بھی

تھے۔ 1939ء میں شوپیان میں پیدا ہوئے۔اُن کے والد عبدالرزاق ٹینگ اپنے وقت کے رئیس تھے لیکن قبائلی حملے اور آگ کی ہولناک واردات سے ان کی ساری دولت ختم ہوئی۔ محمد یوسف ٹینگ اُن کے برادرِ اکبر ہیں۔ بیتاب نے اپنی شاعری کے جوہر دکھائے اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔اُن کا پہلا شعری مجموعہ ''لولہٕ مائے'' 1956ء میں چھپ کر منظرِ عام پر آیا۔اُن کی دوسری کتاب یعنی شاعری کا مجموعہ ''گزل'' انہوں نے اپنی زندگی میں چھاپ کر منظرِ عام پر لائی۔ دیگر تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو محترم محمد شفیع خان صاحب کی کتاب ''محمد ایوب بےتاب''۔ محمد ایوب بےتاب مرحوم کا 2007ء میں انتقال ہوا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

مکھن لال مدن

آپ 1936ء میں بمقام شوپیان پیدا ہوئے ،آپ کے والد امر چند شوپیان کے ایک رئیس تھے۔ پیشہ سے آپ اُستاد ہیں۔آپ کی شاعری میں محبت اور امن دوستی کا پیغام ہے۔آپ کی شاعری کا مجموعہ ابھی منظرِ عام پر نہیں آیا۔لیکن آپ نے کشمیر نظم میں ''چانکیہ نیتی'' لکھی جو بہت ہی دلچسپ اور سبق آموز ہے۔اس کا اصل نسخہ راقم کے پاس موجود اور محفوظ ہے۔

عبدالرحمٰن طالبؔ

عبدالرحمٰن طالب ایک تحریک کا نام تھا۔ وہ ایک ہمہ جہت استاد تھے جنہوں نے سکولوں میں ڈرامہ لکھنے اور سٹیج کرنے کی ابتداء کی۔ان کے والد کا نام سکندر شاہ تھا جو طالبؔ صاحب کی تعلیم کے متمنی تھے لیکن زندگی نے وفا نہ کی۔ 1943ء میں انہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور انقلاب زمانہ نے اُن کو استاد کا پیشہ اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ اُن کا ابھی کوئی شعری مجموعہ منظرِ عام پر نہیں آیا۔ البتہ وہ کلچرل فورم شوپیان کے بانی کاروں میں سے ہیں جو 1956ء میں قائم ہوا۔

کلچرل فورم شوپیان

شوپیان کی پہلی ادبی تنظیم سال 1956ء میں بنی جس کا نام ''کلچرل فورم شوپیان'' تھا۔ اس فورم کے روح رواں محمد ایوب بے تاب اور عبدالرحمٰن طالب تھے۔ بعد میں محمد عبداللہ طاری نے اس ادبی تنظیم کے آگے لے جانے میں اہم رول ادا کیا۔ سال 1966ء میں فورم نے کشمیری کانفرنس منعقد کی جس میں چیدہ چیدہ ادیبوں کے علاوہ پروفیسر محی الدین حاجنی اور شمیم احمد شمیم بھی شامل ہوئے۔ علاوہ ازیں اس فورم نے وقتاً فوقتاً سمپوزیم بڑے مشاعروں کا اہتمام کیا جس میں ریاست کے مقتدر شعراء اور ادیبوں نے شرکت کی تھی۔ کئی بار نہایت ہی شاندار طریقے سے یومِ اقبالؒ منایا گیا جس میں خصوصی طور کشمیر یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کے سربراہ عبدالقادر سروری بزعمِ خود شریک ہوئے۔ یہ فورم کئی کتابیں شائع کرنے میں کامیاب رہا جن میں ''نیری پوش'' اور ''ژٔرٕ ہ'' بہت ہی اہم ہیں۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے میں ان شعراء کا مختصر تعارفی خاکہ پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس ادبی تنظیم کے آگے لے جانے میں ایک اہم رول ادا کیا تھا۔

محمد ایوب بیتاب

محمد ایوب بیتاب شوپیان کے ایک معروف شاعر تھے وہ ایک اچھے استاد بھی

تھے۔ 1939ء میں شوپیان میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد عبدالرزاق ٹینگ اپنے وقت کے رئیس تھے لیکن قبائلی حملے اور آگ کی ہولناک واردات سے ان کی ساری دولت ختم ہوئی۔ محمد یوسف ٹینگ اُن کے برادرِ اکبر ہیں۔ بیتاب نے اپنی شاعری کے جوہر دکھائے اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اُن کا پہلا شعری مجموعہ ''لولہٕ مائے'' 1956ء میں چھپ کر منظرِ عام پر آیا۔ اُن کی دوسری کتاب یعنی شاعری کا مجموعہ ''گزل'' انہوں نے اپنی زندگی میں چھاپ کر منظرِ عام پر لائی۔ دیگر تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو محترم محمد شفیع خان صاحب کی کتاب ''محمد ایوب بے تاب''۔ محمد ایوب بے تاب مرحوم کا 2007ء میں انتقال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

مکھن لال مدن

آپ 1936ء میں بمقام شوپیان پیدا ہوئے، آپ کے والد امر چند شوپیان کے ایک رئیس تھے۔ پیشہ سے آپ اُستاد ہیں۔ آپ کی شاعری میں محبت اور امن دوستی کا پیغام ہے۔ آپ کی شاعری کا مجموعہ ابھی منظرِ عام پر نہیں آیا۔ لیکن آپ نے کشمیر نظم میں ''چانکیہ نیتی''، لکھی جو بہت ہی دلچسپ اور سبق آموز ہے۔ اس کا اصل نسخہ راقم کے پاس موجود اور محفوظ ہے۔

عبدالرحمٰن طالبؔ

عبدالرحمٰن طالب ایک تحریک کا نام تھا۔ وہ ایک ہمہ جہت استاد تھے جنہوں نے سکولوں میں ڈرامہ لکھنے اور سٹیج کرنے کی ابتداء کی۔ ان کے والد کا نام سکندر شاہ تھا جو طالبؔ صاحب کی تعلیم کے متمنی تھے لیکن زندگی نے وفا نہ کی۔ 1943ء میں انہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور انقلاب زمانہ نے اُن کو استاد کا پیشہ اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ اُن کا ابھی کوئی شعری مجموعہ منظرِ عام پر نہیں آیا۔ البتہ وہ کلچرل فورم شوپیان کے بانی کاروں میں سے ہیں جو 1956ء میں قائم ہوا۔

محمد عبداللہ طارؔی

محمد عبداللہ طارؔی شوپیان کے ایک علمی خاندان میں پیدا ہوئے۔ وہ زیادہ تر اردو میں لکھتے ہیں۔ وہ کلچرل فورم شوپیان کے بانی کاروں میں شمار ہوتے ہیں۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ محکمہ تعلیم میں بطورِ استاد مقرر ہوئے۔ اُن کا کلام بیشتر رسائل میں بکھرا پڑا ہے۔ البتہ ابھی تک اُن کی کوئی بھی کتاب منظرِ عام پر نہیں آئی۔ کلچرل فورم شوپیان نے سال 1967ء میں ''نیری پوش'' کتاب اجراء کی اور محمد عبداللہ طارؔی صاحب اُس کے ترتیب کار ہیں۔

شیام سندر پردیسؔی

شیام سندر پردیسی اصل میں روہمو پلوامہ میں پیدا ہوئے لیکن تقدیر کی کشش نے اُن کو شوپیان لایا اور پھر یہیں کے ہوگئے۔ وہ پیشے سے اُستاد تھے اور ہائر سکنڈری اسکول میں ہندی اور سنسکرت پڑھایا کرتے تھے۔ انہوں نے شاعرِ کشمیر مہجور سے بھی ملاقات کی تھی اور اس طرح اُن کی شاعری میں ایک عجیب کشش پیدا ہوئی۔ انہوں نے طالب علمی کے دوران بہت سارے ڈرامہ سٹیج کئے اور اُن میں زیادہ رول نبھایا۔ اُن کے ڈراموں میں ''ہی مال ناگرائے''۔ ''ساوتری'' اور ''ستیہ وان'' بہت مشہور ہوئے۔

عبدالغفار مشکؔور

آپ شوپیان کے عمہ جو سوداگر کے فرزند تھے جو پیشہ سے ایک درزی تھے لیکن وہ اس وجہ سے زیادہ مشہور تھے کہ سارے علاقہ میں صرف اُن کے والد کے پاس ہی سلائی مشین تھی 1967ء میں وہ ''کشمیر چھوڑ دو'' تحریک کے سلسلے میں جیل بھی گئے اور ایک بھاری رقم بطورِ تاوان ادا کی۔ انہوں نے شاعری 41-1940ء سے شروع کی۔ اُن کا مجموعہ کلام ''تمنائے دِل'' سال 1964ء میں چھپ کر منظرِ عام پر آیا۔ 7/اکتوبر 1983ء میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

محمد امین شاؔکر

آپ 20/اپریل 1949ء کو شوپیان کے آسودہ حال گھرانے میں پیدا ہوئے۔ عبدالرحمٰن طالب آپ کے اُستاد تھے جنہوں نے آپ کا تخلص شاؔکر رکھا۔ شاکر صاحب اسکول میں دو اساتذہ کے ساتھ وابستہ رہے ایک غلام محمد نثاؔر اور دوسرے محمد ایوب بیتاؔب۔ دونوں اُستادوں نے شاؔکر صاحب کی ہمت افزائی اور اُن کی تخلیقات کو کالج کے میگزین میں شائع کیا۔ شاؔکر صاحب اس میگزین کے کشمیری شعبہ کے ایڈیٹر بھی رہے۔ شاعری کے علاوہ شاؔکر صاحب نے افسانہ اور ڈرامہ نویسی کی طرف خاصی توجہ دی۔ اُن کے متعدد ڈرامے دوردرشن سری نگر۔ سے ٹیلی کاسٹ ہوئے اور ناظرین سے زبردست دادِ تحسین وصول کی۔ پیشہ سے وہ ایک انجینئر تھے۔ 12/فروری 2000ء میں وہ اس جہانِ فانی سے رخصت ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّااِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

مولوی محمد اسحاق مخلؔص

آپ 3-3-1937 کو شوپیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولوی محمد عبد اللہ المعروف ابورشید تھے۔ تعلیم کے بعد آپ محکمہ تعلیم میں بطورِ استاد مقرر ہوئے اور ہائر اسکنڈری اسکول شوپیان میں بطورِ مدرس عرصہ تک کام کیا۔ آپ زیادہ نثر لکھتے ہیں۔ سال 1991ء میں ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔ کلچرل فورم شوپیان سے بھی وابستہ رہے۔

غلام حسن مضراؔب

آپ 25 جولائی 1933ء ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئے ابھی 9 برس کے ہی تھے کہ والد عبداللہ میر کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ تعلیم کو جاری نہ رکھ سکے۔ بعد میں پولیس میں نوکری حاصل کی۔ زندگی میں غربت اور تنگدستی کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ 1955ء سے شاعری کا شوق پیدا ہوا اور 1960ء میں کلچرل فورم شوپیان سے وابستہ ہوگئے۔

عبدالکریم پروانہ

آپ شوپیان میں رہتے ہیں اور آپ کے والد کا اسمِ گرامی حبیب اللہ داند تھا۔ آپ کے برادرِ اکبر محمد امین تقسیمِ ہند کے وقت پنجاب میں تھے جو کہ پاکستان کے حصے میں آیا اور اس طرح سے گھر کا سارا بوجھ اُن کے کندھوں پر آ گیا۔ لیکن زمانہ کے مصائب اور مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ شوپیان میں وہ ابتدائی ادبی انجمن کے سال 1959ء میں ممبر بنے اور تب سے بیتاب اور طاری صاحب کے ساتھ کلچرل فورم کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔ سال 1966ء میں اُن کی شاعری کا مجموعہ "لولہٕ مشالہٕ" منظرعام پر آیا۔

محمد عبداللہ شاداب

آپ شوپیان میں پیدا ہوئے اور والد کا نام عبدالرحیم میر تھا جو علاقہ میں ایک مشہور درزی تھے۔ ابھی اسکول میں چوتھی جماعت میں تھے کہ کشمیر میں تحریک حریت کی آواز اُٹھی اور شوپیان میں مارشل لا جیسی صورتِ حال پیدا ہوئی۔ بہت سے لوگ شوپیان سے ہجرت کر کے دیگر علاقوں میں چلے گئے۔ 1993ء بکرمی مطابق 1943ء میں آپ نے مڈل امتحان پاس کیا اور مزید تعلیم کے لئے سری نگر آئے۔ جہاں عبدالغنی ترالی صاحب کی وساطت سے خواجہ حبیب اللہ دیدمری کے گھر پر رہنے کا انتظام ہوا، گھر کی حالت خراب ہوئی تو خواجہ غلام حسن خان مرحوم کو سری نگر میں رابطہ قائم کیا۔ لاہور سے واپس آنے کے بعد اسلام آباد کے تار گھر میں نوکری کی لیکن بعد میں لداخ تبدیلی ہو گئی۔ تو نوکری کو خیر آباد کہہ دیا اور پھر غلام حسن خان کے ہاں بطورِ منشی کام کیا۔ اُن کا مجموعہ کلام ابھی منظرِ عام پر نہ آیا۔ لیکن ان کے پوتے فیضان صاحب اُن کا سارا کلام کتاب کی صورت میں ڈھالنے میں کامیاب ہو گئے۔ سال 1992ء میں اُن کا انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

عبدالمجید شوپیانی

مجید شوپیانیؔ یعنی عبدالمجید شیخ کے والد کا نام محمد رمضان شیخ آسیان باں تھا۔

جب 1931ء میں شوپیان میں مارشل لاء ہوا تو اُن کی عمر 13 سال کی تھی۔ وہ پیشہ سے ایک درزی تھے۔ بعد میں اُن کا موسیقی کے ساتھ بھی لگاؤ رہا اور گانے وغیرہ کا شغل بھی کرتے تھے۔ انہوں نے شاعری کی لیکن ابھی تک اُن کا کلام منظرِ عام پر نہ آیا۔ سال 1996ء میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

شمبھوناتھ مجہولؔ

آپ 1917ء میں بمقام تراپر پورہ شوپیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد پرکاش رام پیشہ سے پٹواری تھے۔ آپ نے اپنی والدہ کی فوتیدگی کی وجہ سے صرف مڈل کلاس تک تعلیم حاصل کی بعد میں آپ نے سارے گھر کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی اور زندگی نہایت ہی دشواریو کے ساتھ گذاری۔ عرصہ ہوا شمبھوناتھ مجہولؔ 1997ء، میں فوت ہوگئے۔ اُن کا کلام تاہنوز شائع نہ ہوا۔

غلام رسول غازی

غلام رسول راتھر آپ کا نام اور تخلص غازی رکھتے تھے۔ پیشہ سے درزی تھے۔ عرصہ دراز سے کلچرل فورم شوپیان سے وابستہ رہے۔ محمد ایوب بیتاب اور عبدالرحمن طالب دونوں نے ان کی وقتاً فوقتاً حوصلہ افزائی کی۔ ان کی والدہ نے نکاح ثانی علاقہ کے اک مشہور شاعر خضر ڈار کے ساتھ کیا۔ گو خضر ڈار غازی صاحب کے سوتیلے والد تھے۔

عبدالغنی فگار

عبدالغنی فگار چکورہ شوپیان 18-05-1943 میں پیدا ہوئے۔ سال 1961ء میں انھوں نے پہلے محکمہ فشریز میں ملازمت کی لیکن بعد میں محکمہ تعلیم میں استاد ہوگئے۔ وہ ایک اچھے شاعر تھے محمد ایوب بے تاب کے شاگرد تھے اور اُن کے ہی ایماء پر وہ کلچرل فورم شوپیان کے ساتھ وابستہ ہوگئے۔ 18/جون 2001ء کو وفات پائی۔

ارجن دیو مجبور

ارض دیو مجبور کلچرل فورم شوپیان سے پوری طرح وابستہ رہے اور تقریباً ہر محفل میں موجود رہتے تھے۔ 1924ء کو وہ ضلع شوپیان کے ایک گاؤں زینہ پورہ میں پیدا ہوئے، پہلے کچھ دیر کواپریٹیو بنک میں ملازمت کی۔ بعد ازاں کچھ دیر کے لئے وہ عدالت میں ملازم ہوگئے۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد انہوں نے زبردست محنت کی اور محکمہ تعلیم میں استاد مقرر ہوگئے۔ انہوں نے شعروشاعری اور دگر موضوعات پر کئی کتابیں لکھیں جن میں کلام مجبور، امن تہٕ زندگی، اوٚبرہ چھٕکھ (کالی داس کی کتاب کا ترجمہ) Leaves Of Chinar تیس غزلوں کا انگریزی ترجمہ۔ کلیات لالہ لکھمن، دَچھہ ہور، ذٕروٗنی، کرشنا رازدان، سمہٕ یگٕی پدٕیٔ، اردو کشمیری ریڈر کتھ تہٕ وتھ، تحقیق۔ 2011ء میں اُن کا انتقال ہوا۔

ناجی منور

اصل نام غلام نبی۔ قلمی نام ناجی منور۔ آپ 1937ء میں بمقام کاپرن شوپیان پیدا ہوئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ محکمہ تعلیم میں بطورِ استاد تعینات ہوئے۔ کلچرل فورم شوپیان سے آپ پہلے ہی سے وابستہ تھے۔ آپ نے بچوں پر متعدد کتابیں لکھیں اور ہر دل عزیز استاد کی حیثیت میں اُبھر آئے ہر مشاعرے کی زینت ناجی منور تھے۔ بچوں کے گیت اتنے موٴثر اور مشہور ہو گئے کہ ہر کوئی یہ کہتا تھا ع

خرنیژ اہ اَکھ اَس لوٚب کن سونچاں

تہٕ وٚونہٕ نکھ۔

ووٕنۍ توکس اَکھ گھنٹی لاگے

بنہٕ بنہٕ بنہٕ بنہٕ بنہٕ ....

11 رنومبر 2021ء کچھ دیر علیل رہنے کے بعد انتقال کر گئے۔

شہزادہ رفیق

شہزادہ رفیق شوپیان کے ایک مشہور قلم کار ہیں۔آپ کا اصل نام محمد رفیق گنائی ہے اور 5/اگست 1957ء کو میم اندر کے عبدالقیوم گنائی کے گھر میں پیدا ہوئے۔آپ رسالہ ''ثقافت'' ایڈیٹر رہے اور اس میں چیدہ شعراء اور ادباء پر مضامین لکھے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ شوپیان کے علاقائی شعراء وادیب جیسے محمد ایوب بے تاب، عبدالرحمٰن طالب، ناجی منور، غلام نبی ناظر، عبدالغفار مشکور اور مجید شوپیانی پر مقالے تحریر کئے اور اُن پر تحقیق کی۔

1980ء سے لے کر آج تک مختلف عناوین پر آپ نے خامہ فرسائی کی ہے جو کہ بیش بہا خزانے سے کم نہیں۔



سب سے پہلے

کشمیر کے سب سے پہلے ڈاکٹر مولوی عبدالباسط ہیں جنہوں نے اپنا نجی ہسپتال ریاست ہماچل پردیش سندرنگر میں کھولا ہے اور وہی Spine Ortho Surgeon کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر اشوک راج کول بٹہ پورہ شوپیان کے تھے وہ ہندوستان کے ایک چوٹی کے پلاسٹک سرجن تھے لیکن چند سال ہوئے نامعلوم وجوہات کی بناپر خودکشی کی۔

1945ء میں جواہر لال نہرو شوپیان تشریف لائے اور یہی سے وہ کوثر ناگ کی تفریح کے لئے پہلے اہرہ بل اس کے بعد کونگہ وٹن اور بعد میں کوثر ناگ پہنچے۔ فارسٹ لاج جو گرلز سکول کے ساتھ ہی واقع تھی اس میں کچھ روز قیام کیا۔

سال 1978ء میں امام کعبہ الشیخ عبداللہ شوپیان تشریف لائے۔ مولانا محمد امین صاحب شوپیانیؒ نے اُن کا استقبال عربی کلمات سے کیا۔ لوگوں کا ایک بھاری ہجوم کلہ باغ میں امام کعبہ کو دیکھنے جمع ہوئے۔



قلعہ باغ

یہ ایک بڑا قطعہ اراضی تھا جو ہرہ گام شوپیان میں واقع ہے کہا جاتا ہے کہ مہاراجہ گلاب سنگھ نے اسی قلعے میں انگریزوں سے گورنر امام الدین کے ذریعے جموں و کشمیر کی چابیاں (یعنی قبضہ) حوالہ کیں۔ عرفِ عام میں اس کو کِلہ باغ کہتے ہیں۔ اس قلعے کے اندر اس وقت مقامی آبادی کے علاوہ ٹاؤن ایریا، ہسپتال، محکمہ افزائش حیوانات اور پولیس سٹیشن موجود ہے۔ لیکن پرانے قلعے کا کوئی آثار موجود نہیں ہے۔ البتہ عرفِ عام میں یہ جگہ کلہِ باغ سے پہچانی جاتی ہے۔

سال 1931ء میں شوپیان کے لئے عذاب وستم کا دور تھا جب مہاراجہ کی فوج نے یہاں لوگوں کا جینا حرام کر دیا۔ نوجوانوں کو پابندِ سلاسل کیا گیا۔ لوگ اُسے مارشل لأ کے نام سے جانتے ہیں۔ خوف وہراس پھیلا اور گرفتاری ہوئی اور لوگوں کو سلاخوں کے پیچھے بند کر دیا گیا۔ پھر ملزمان کے خلاف شوپیان کی عدالت میں فوجداری مقدمہ دائر کیا گیا۔ ملزمان کی طرف سے مولوی عبداللہ وکیل مرحوم نے زوردار بحث کی کہ ملزمان بری ہو گئے۔

آگ کی وارت

سال 1978ء میں شوپیان میں سب سے بڑی آگ کی واردات رونما ہوئی جس میں سینکڑوں مکانات اور دکانات جل کر خاکستر ہوئے۔ البتہ کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔ ریڈیو سے جب یہ خبر نشر ہوئی تو بتایا گیا کہ آکاش وانی کے نمائندے نے خبر دی ہے کہ آگ کی یہ واردات اتنی زبردست تھی کہ آگ کے شعلے سری نگر میں بھی دکھائی دیئے۔



سِکھ گردوارہ

بونہ گام کے ساتھ ہی شوپیان میں سکھوں کے چند گھرانے آباد ہیں۔ جہاں پر انہوں نے حال ہی میں سکھوں کا گردوارہ تعمیر کیا ہے جس کی دیکھ ریکھ سردار موہن سنگھ اور سردار ٹھاکر سنگھ کے فرزند دیدار سنگھ کر رہے ہیں۔ بونہ گام کے چندہ افراد میں محمد رمضان وانی مرحوم، عبدالغنی کلے مرحوم، خواجہ محی الدین ٹاک، خواجہ عبدالغنی زرگر، سومناتھ بالی اور اُن کے والد رئیسِ وقت شری امر چند مشہور تھے۔



لٹہن ٹھور

لٹہن ٹھور میم اندر کے ساتھ ہی پہاڑ ہے جس کے اوپر کائل کے درخت تھے۔ اب وہ درخت ختم ہو گئے ہیں اور یہ ایک ننگا پہاڑ رِہ گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کے آج سے 45 سال ''کشمیر کی کلی'' فلم کی شوٹنگ اس پہاڑ پر ہوئی تھی۔



ہم مکتب ہم نشیں

نام	مقام	نام	مقام
محمد اقبال ٹینگ	بونہ محلّہ	عبدالغنی شاہ	نزد نو مسجد
رفیق احمد میگنو	بونہ محلّہ	محمد یوسف ٹاک	بونہ محلّہ
شاہ نواز ٹینگ	نوبہ محلّہ	عبدالرشید دلال	بونہ محلّہ
غلام حسن وانی (نغمہ)	آرہ گام	محمد یوسف خان	علیال پورہ
گلہ وانی	گاگرن	کندن لال لاہوری	بٹہ پورہ
عبدالعزیز صوفی	شوپیان	دلیپ کمار لاہوری	بٹہ پورہ
ملک باغ حسین	چک سعید پورہ	اشوک کمار کول	بٹہ پورہ
ملک نذیر حسین	چک سعید پورہ	شاہ جی ستھو	بٹہ پورہ
ملک بشیر حسین	چک سعید پورہ	اشوک کمار پنڈتا	بٹہ پورہ
محمد اشرف دیوان	چوگام	روپ کرشن شرما	بٹہ پورہ
عبدالعزیز کمار	بونہ بازار	پیارے لال تکو	بٹہ پورہ
محمد ایوب پڈر	سمشی پورہ	غلام نبی بٹ	بٹہ پورہ
محمد شفیع پڈر	سمشی پورہ	شریف احمد گنائی	گدا پورہ
منصور احمد میر	گاگرن	بشیر احمد نینگرو (ایک سیاسی کارکن تھے۔ مخالفین نے گولی مار کر ہلاک کر دیا)	کچھ ڈورہ
محمد شفیع بانڈے	شوپیان	محمد یوسف ملک	بونہ گام

- گلزار احمد شیخ — باغندر
- دیدار سنگھ — بونہ گام
- محمد رفیق شیخ — باغندر
- محمد شفیع گنائی — بونہ گام
- محمد شفیع ٹاک (ٹیچر) — ٹاک محلّہ
- غلام حسن خان — گھڑی ساز
- نذیر احمد ٹاک — ٹاک محلّہ
- محمد امین ٹاک — ٹاک محلّہ
- غلام احمد (ڈرائیور) — بونہ گام
- خورشید احمد ٹاک — ٹاک محلّہ
- غلام قادر گنائی — بونہ گام
- محمد شریف میر — آڈن در
- محمد یٰسین بابا — بونہ گام
- محمد شفیع میر — آڈن در
- محمد عبداللہ ملک — کٹہ پورہ نائد گام
- مبارک احمد میر — آڈن در
- عبدالغنی شیخ — سیدھو
- عبدالغنی پنڈت — آرہامہ
- بھوشن لال کول — وہل چھٹہ وٹن
- غلام قادر پنڈت — آرہامہ
- محمد نگین ملک — شالہ لٹو
- مشتاق احمد خان — پنجورہ
- محمد یوسف ملک — شالہ لٹو
- شوکت علی خان — پنجورہ
- عبدالرشید تورے — ٹاک محلّہ
- پیر محمد امین — پنجورہ
- محمد اقبال زرگر — ٹاک محلّہ
- غلام نبی ڈار — بونہ محلّہ
- نذیر احمد زرگر — ٹاک محلّہ
- غلام نبی شیخ — قلعہ باغ
- غلام حیدر زرگر — ٹاک محلّہ
- سید ریاض حسین (ایڈوکیٹ) — شوپیان
- عبدالسلام زرگر — ٹاک محلّہ
- سید اعجاز حسین (ایڈوکیٹ) — شوپیان
- محمد شفیع زرگر — ٹاک محلّہ
- عاشق حسین نینگرو — کاپرن
- ہارون رشید نینگرو — کاپرن
- اشتیاق حسین نینگرو — کاپرن
- راجندر کاکہ پوری — بٹہ پورہ
- محمد اسلم نینگرو — کاپرن
- غلام نبی بیگ المعروف نبہ (ایام سکول میں ہی فوت ہوئے)
- غلام نبی شیخ (خاکروب متصل پرانا اڈّہ)

۞	محمد اشرف نینگرو	کاپرن	۞	عبدالحمید داند	ٹاک محلّہ
۞	عبدالقیوم شیخ	متصل پرانا اڈّہ	۞	غلام محمد داند	ٹاک محلّہ
۞	محمد یوسف شیخ	متصل پرانا اڈّہ	۞	غلام محمد شیخ	باغندر
۞	محمد شریف شاہ (بعدازاں پلوامہ میں رہائش اختیار کی)		۞	محمد امین بٹ (سابق کے اے ایس آفیسر)	
۞	مولوی ریاض احمد	شوپیان	۞	محمد یوسف ملک	بونہ گام
۞	مولوی رفیق احمد	شوپیان	۞	لال جی جیالال کول	شوپیان
۞	نذیر احمد ڈار	کلورہ	۞	مختار احمد پیر	ٹاک محلّہ
۞	ماسٹر علی محمد نائیکو	کلورہ	۞	نذیر احمد وچکو	بونہ محلّہ
۞	محمد امین چراغ	بونہ محلّہ	۞	مسعود احمد	بلہ پورہ
۞	عبدالاحد چراغ	بونہ محلّہ	۞	محمد اکرم	بلہ پورہ
۞	احمد اللہ ملک	کلورہ	۞	محمد اشرف توری	شوپیان
۞	نذیر احمد توری	شوپیان	۞	عبدالحمید علاقہ بند	ٹاک محلّہ
۞	محمد امین علاقہ بند	ٹاک محلّہ	۞	محمد شفیع بٹ	ٹاک محلّہ
۞	روشن لال	پرگوچی	۞	محمد طاہر احرار	شوپیان
۞	مشتاق احمد ڈار	بونہ گام	۞	شبن لال بٹ فرزند ماسٹر دیناناتھ جی	
۞	ولی محمد گنائی	تاچھلو	۞	محمد مقبول	بٹہ پورہ



کتابیات واشارات

	کتاب	مصنف
❁	نزل من اتقیٰ به کشف احوال منتقی	نواب صدیق حسن خان 1297ھ
❁	Valley Of Kashmir	سروالٹر لارنس
❁	مولانا انورؔ شوپیانی	مرغوب بانہالی
❁	Religious Institutions in Kashmir	Dr. Nazir Ahmad Dar
❁	شاعر کشمیر غلام احمد مہجورؔ صفحہ نمبر ۱۱	
❁	محمد ایوب بےتابؔ	محمد شفیع خان
❁	ڈکشنری آف کشمیری پرووربس	Hinton Knowels
❁	تتمہ تاریخ کشمیر	مرتبہ: مولوی محمد شاہ مفتی سعادت
❁	ہفتہ روزہ "مسلم"	سری نگر
❁	تاریخ وفاتِ حسرت آیات	لسہ ملک مُلہم
❁	الاعلام (عربی)	مولانا عبدالحی حسنیؒ
❁	زٹہ	کلچرل فورم شوپیان
❁	نیری پوش	کلچرل فورم شوپیان
❁	کشمیر	چراغ حسن حسرتؔ
❁	بہارستان شاہی	مترجم کے، این، پنڈتا
❁	مختصر تاریخ کشمیر	اللہ بخش یوسفی
❁	راج ترنگنی (انگریزی)	کلہن پنڈت کلکتہ 1887ء
	تاریخِ اقوام کشمیر	محمد دین فوق





SHOPIAN

A brief Historical Outline

By

M. Nazir Fida

مصنف کتاب

محمد نزیر فدا جموں و کشمیر کے ایک مشہور ادیب اور جج ہیں آپ انگریزی، اردو اور کشمیری تینوں زبانوں میں لکھتے ہیں۔ کچھ دیر وکالت کا پیشہ اختیار کیا اور بعد ازاں ریاستی عدلیہ میں پرنسپل، ڈسٹرکٹ اینڈ سیشنز جج کے عہدے سے سبکدوش ہوئے۔آپ نے کچھ دیر ''آئین ہند'' کی تصحیح وتشریح کر کے اُس کو کشمیری زبان میں مزین کیا۔آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں جس میں ''وہابی تحریک'' انگریزی۔ ''انحراف'' اردو اور ''خزانہ'' کشمیری بڑی مشہور ہیں۔

Printed By:
H K International
Cont: 8595366747